ھُوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون

حصہ اوّل

امام الزمان مہدی معہود مسیح موعود

المسیح الموعود والمہدی المعہود

حضرت اقدس

کی

پرانی تحریریں

تین قابل قدر مضامین

یعنی وید و فرقان کا مقابلہ۔ الہام کی حقیقت اور آریوں کے مسئلہ قدامت روح کی اصلیت

مرتبہ

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامن والامان

۳۰ مئی ۱۸۹۹ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی مالک مطبع نے چھپوا کر شائع کیا

عرض حال

خداتعالے نے محض اپنے احسان سے مجھے توفیق دی ہے کہ مین اپنے سید و مولیٰ حضرت امام الوقت جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود کی اُن گران قدر اور نادر تحریرات کے ایک حصہ کو رسالہ کی صورت مین پبلک کی خدمت مین پیش کرون جو آج سے بائیس ۲۲ تیئس ۲۳ برس پیشتر مذہبی دنیا مین پیش ہو چکی ہین۔ ان تحریرون کے پڑھنے سے بالغ خرد ناظرین اور دقیقہ رس طبیعتین حضرت مرزا صاحب کی مذہبی حمایت اور اسلامی غیرت اور خیر خواہی کا اندازہ کر سکین گے اور اون کو ایک عظیم الشان نشان جناب کے دعاوی کی صداقت مین ملے گا کیونکہ یہ تحریرین ایسے وقت اور زمانہ کی ہین جب ابھی آپ موجودہ دعاوی کے ساتھہ دنیا مین ظاہر نہ ہوئے تھے۔

مین نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ جہانتک ممکن ہوگا حضرت اقدس کی پرانی سے پرانی تحریرین خواہ وہ مکتوبات ہون یا مضامین جمع کر کے شایع کرتا رہون۔ چنانچہ یہ رسالہ پہلا حصہ ہے اس رسالہ کی اشاعت مین مجھے بہت بڑی مدد بھائی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی سے ملی ہے۔ اللہ تعالےٰ انکو اس الٰہی امداد کی جزا دے۔

مین اپنے اون احباب سے جنکو اپنے ہادی و امام کی کل پرانی تحریرین اپنے پاس جمع رکھنے اور پڑھنے کا شوق ہے درخواست کرتا ہون کہ جہانتک ہو سکے وہ مجھے اس کام مین مدد دین مجھے امید ہے کہ وہ دریغ نہ فرمائین گے۔ ابھی تک مین ایسے مضامین اور تحریرین زیادہ چھاپ نہین سکتا کیونکہ مالی مشکلات سے ایک رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان بیش قیمت موتیون کی قیمت چند پیسے بھی اکثر دفع مجھے بیشی قیمت کے سوالات کا جواب وہ بتا دیتی ہین جسکے لئے مین اپنے ناظرین سے معافی چاہتا ہون۔ بالآخر یہ آرزو ہے کہ اللہ تعالےٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور میرا خاتمہ بالخیر کرے اس امام کے ساتھہ رکھے اور اسی کے قدمون مین مارے اور اسی کے زمرہ مین جلائے

والسلام خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم ۳۰ مئی ۱۸۹۹ء

ابطالِ تناسخ

ومقابلۂ

وید و فرقان

اعلان متعلقہ مضمون ابطال تناسخ ومقابلہ وید و فرقان مع اشتہار پانسو روپیہ جو پہلے بھی بمباحثہ باوا صاحب مشتہر کیا گیا تھا

ناظرین انصاف آئین کی خدمت بابرکت مین واضح ہو کہ باعث مشتہر کرنے اس اعلان کا یہ ہے کہ عرصہ چند روز کا ہوا ہے کہ پنڈت کھڑک سنگھ صاحب ممبر آریہ سماج امرتسر قادیان مین تشریف لائے اور مستدعی بحث کے ہوئے۔ چنانچہ حسب خواہش اُن کے دربارہ تناسخ اور مقابلہ وید اور قرآن کے گفتگو کرنا قرار پایا۔ برطبق اسکے ہم نے ایک مضمون جو اس اعلان کے بعد مین تحریر ہوگا ابطال تناسخ مین اس التزام سے مرتب کیا کہ تمام دلائل اسکے قرآن مجید سے لئے گئے اور کوئی بھی ایسی دلیل نہ لکھی کہ جس کا ماخذ اور منشا قرآن مجید نہ ہو اور پھر مضمون جلسہ عام مین پنڈت صاحب کی خدمت مین پیش کیا گیا تا کہ پنڈت صاحب بھی حسب قاعدہ ملتزمہ ہمارے کے اثبات تناسخ مین وید کی شرتیان پیش کرین اور اسطور سے مسئلہ تناسخ کا فیصلہ پا جائے اور وید اور قرآن کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے کہ اُن مین سے کون غالب اور کون مغلوب ہے۔ اسپر پنڈت صاحب نے بعد سماعت تمام مضمون کے دلائل ویدک پیش کرنے سے عجز مطلق ظاہر کیا۔ اور صرف دو شرتیان رگ وید سے پیش کین کہ جنمین اون کے زعم مین تناسخ کا ذکر تھا۔ اور اپنی طاقت سے بھی کوئی دلیل پیش کردہ ہماری کو رد نہ کرسکے حالانکہ

اُنپرواجب تھا کہ بمقابلہ دلائل فرقانی کے اپنے وید کا بھی کچھ فلسفہ ہمکو دکھلاتے اور اس دعوے کو جو پنڈت دیانند صاحب مدت دراز سے کر رہے ہین کہ وید سرچشمہ تمام علوم فنون کا ہے ثابت کرتے۔ لیکن افسوس کہ کچھہ بھی نہ بول سکے اور دم بخود رہ گئے اور عاجز اور لاچار ہوکر اپنے گاؤن کیطرف سدہار گئے۔ گاؤن مین جاکر پھر ایک مضمون بھیجا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو ابھی بحث کرنیکا شوق باقی ہے اور مسئلہ تناسخ مین مقابلہ وید اور قرآن کا بذریعہ کسی اخبار کے چاہتے ہین سو بہت خوب ہم پہلے ہی تیار ہین۔ مضمون ابطال تناسخ جسکو ہم جلسہ عام مین گوش گزار پنڈت صاحب موصوف کر چکے ہین وہ تمام مضمون دلائل اور براہین قرآن مجید سے لکھا گیا ہے اور جا بجا آیات فرقانی کا حوالا ہے۔ پنڈت صاحب پر لازم ہے کہ مضمون اپنا دلائل بید سے بمقابلہ مضمون ہمارے کے مرتب کیا ہو۔ پرچہ سفیر ہند یا برادر ہند یا آریا درپن مین طبع کراوین۔ پھر آپ ہی دانا لوگ دیکھہ لین گے اور بہتر ہے کہ ثالث اور منصف اس مباحثہ تنقیح فضیلت وید اور قرآن مین دو شریف اور فاضل آدمی مسیحی مذہب اور برہمو سماج سے جو فریقین کے مذہب سے بے تعلق ہین مقرر کئے جائین سو میری دانست مین ایک جناب پادری رجب علی صاحب جو خوب محقق مدقق ہین اور دوسرے جناب پنڈت شیو نرائن صاحب جو برہمو سماج مین اہل علم اور صاحب نظر دقیق ہین۔ فیصلہ اس امر متنازعہ فیہ مین حکم بننے کے لئے بہت اولیٰ اور انسب ہین۔ اسطور سے بحث کرنے مین حقیقت مین چار فائدے ہین۔ **اوّل** یہہ کہ بحث تناسخ کی بہ تحقیق تمام فیصلہ پا جائیگی۔ **دوم** اس موازنہ اور مقابلہ سے امتحان وید اور قرآن کا بخوبی ہو جائیگا۔ اور بعد مقابلہ کے جو فرق اہل انصاف کی نظر مین ظاہر ہوگا وہی فرق قول فیصل متصور ہوگا۔ **سوم** یہ فائدہ کہ اس التزام سے ناواقف لوگونکو عقائد مندرجہ وید اور قرآن سے بکلی اطلاع ہو جائیگی۔ **چہارم** یہ فائدہ کہ یہ بحث تناسخ کی کسی ایک شخص کی رائے خیال نہین کی جائیگی بلکہ محوّل بکتاب ہوکر اور معتاد طریق سے انجام پکڑ کر قابل تشکیک اور تزئیف نہین رہے گی۔ اور اس بحث مین یہ کچھہ ضرور نہین کہ صرف پنڈت کھڑک سنگھ صاحب تحریر جواب کے تن تنہا محنت اوٹھائین بلکہ مین عام اعلان دیتا ہون کہ منجملہ صاحبان مندرجہ عنوان مضمون ابطال تناسخ جو ذیل مین تحریر ہوگا کوئی صاحب ارباب فضل و کمال مین سے متصدی جواب ہون اور اگر کوئی صاحب بھی باوجود استدعا تاکید مزید کے سطرف متوجہ

نہین ہونگے اور دلائل ثبوت تناسخ کے فلسفہ مستخرجہ وید سے پیش کرینگے یا درصورت عاری ہونے وید کے ان دلائل سے اپنی عقل سے جواب نہین دینگے تو ابطال تناسخ کی ہمیشہ کے لیئے ہم ڈگری ہوجائیگی اور نیز دعوی وید کا کہ گویا وہ تمام علوم و فنون پر متضمن ہے محض بے دلیل اور باطل ٹھہریگا اور بالآخر بغرض توجہ دہانی یہ بھی گذارش ہے کہ مین نے جو قبل اس سے فروری ۱۸۷۸ء مین ایک اشتہار تعدادی پانسو روپیہ بابطال مسئلہ تناسخ دیا تھا وہ اشتہار اب اس مضمون سے بھی بعینہٖ متعلق ہے اگر پنڈت کھڑک سنگ صاحب یا کوئی اور صاحب ہمارے تمام دلائل کو نمبروار جواب دلائل مندرجہ وید سے دیکر اپنی عقل سے توڑ دینگے تو بلاشبہ رقم اشتہار کے مستحق ٹھہرینگے اور بالخصوص بخدمت پنڈت کھڑک سنگھ صاحب کہ جنکا یہ دعوی ہے کہ ہم پانچ منٹ مین جواب دے سکتے ہین - یہ گذارش ہے کہ اب اپنی اس استعداد علمی کو روبروے فضلائے نامدار ملت مسیحی اور برہمو سماج کے دکھلاوین - اور جو جو کمالات انکی ذات سامی مین پوشیدہ ہین منصہ ظہور مین لاوین اور نہ عوام کالانعام کے سامنے دم زنی کرنا صرف ایک لاف گزاف ہے اس سے زیادہ نہین - اب مین ذیل مین مضمون موعودہ لکھتا ہون -

مضمون ابطال تناسخ و مقابلہ فلسفہ وید و قرآن جسکے طلب جواب مین
صاحبان فضلاء آریا سماج یعنے پنڈت کھڑک سنگھ صاحب سوامی
پنڈت دیانند صاحب - جناب باوا نرائن سنگھ صاحب - جناب
منشی جیونداس صاحب - جناب منشی کنھیالال صاحب - جناب منشی
بختاور سنگھ صاحب ایڈیٹر آریہ درپن - جناب بابو سارداپرشاد
صاحب - جناب منشی شرمپت صاحب سکرتری آریا سماج قادیان -
جناب منشی اندرمن صاحب مخاطب ہین بوعدہ انعام پانسو روپیہ -

آریا صاحبان کا پہلا اصول جو مدار تناسخ ہے یہ ہے - جو دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا نہین اور سب ارواح مثل پرمیشر کے قدیم اور انادی ہین اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشر ہین - مین کہتا ہون کہ یہ اصول غلط ہے اور اسپر تناسخ کی بیٹری جمانا بنیاد فاسد بر فاسد ہے - قرآن مجید کہ جسپر تمام تحقیق اسلام کی مبنی ہے اور جس کے دلائل کو پیش کرنا بغرض مطالبہ دلائل وید اور مقابلہ باہمی

فلسفہ مندرجہ ویدا ور قرآن کے ہم وعدہ کر چکے ہین ضرورت خالقیت باری تعالےٰ کو دلائل قطعیہ سے ثابت کرتا ہے - چنانچہ وہ دلائل بہ تفصیل ذیل ہیں -

دلیل اوّل جو برہان لمّی ہے یعنے علت سے معلول کی طرف دلیل گئی ہے - دیکھو سورۂ رعد الجزو ۱۳ - اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار - یعنے خدا ہر ایک چیز کا خالق ہے کیونکہ وہ اپنی ذات اور صفات مین واحد ہے اور واحد ہی ایسا کہ قہّار ہے - یعنے سب چیزونکو اپنے ماتحت رکھتا ہے اور انپر غالب ہے - یہ دلیل بذریعہ شکل اوّل کے جو بدیہی الانتاج ہے اسطرح پر قایم ہوتی ہے کہ صغریٰ اسکا یہ ہے جو خدا واحد اور قہار ہے اور کبریٰ یہ کہ ہر ایک جو واحد اور قہار ہو وہ تمام موجودات ماسوا ے اپنے کا خالق ہے - نتیجہ یہ ہوا جو خدا تمام مخلوقات کا خالق ہے - اثبات قضیۂ اولےٰ یعنے صغریٰ کا اس طور سے ہے کہ واحد اور قہّار ہونا خدا یتعالےٰ کا اصول مسلّہ فریق ثانی بلکہ دنیا کا اصول ہے - اور اثبات قضیہ ثانیہ یعنے مفہوم کبریٰ کا اسطرحپر ہے کہ اگر خدا یتعالےٰ باوصف واحد اور قہار ہونے کے وجود ماسوائے اپنے کا خالق نہ ہو بلکہ وجود تمام موجودات کا مثل اسکے قدیم سے چلا آتا ہو تو اس صورت مین وہ واحد اور قہار بھی نہین ہو سکتا - واحد اس باعث سے نہین ہو سکتا کہ وحدانیت کے معنے سوائے اسکے اور کچھ نہین کہ شرکت غیر سے بکلّی پاک ہو - اور جب خدا یتعالےٰ خالق ارواح نہ ہو تو اس سے دو طور کا شرکت لازم آیا - اوّل یہ کہ سب ارواح غیر مخلوق ہو کر مثل اسکے قدیم الوجود ہو گئے - دوم یہ کہ انکے لئے بھی مثل پروردگار کے ہستی حقیقی ماننی پڑے جو مستغنی عن الغیر نہین - پس اسی کا نام شرکت بالغیر ہے - اور شرک بالغیر ذات باری کا بہ بداہت عقل باطل ہے - کیونکہ اس سے شریک الباری پیدا ہوتا ہے اور شریک الباری ممتنع اور محال ہے - پس جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہے اور قہار اس باعث سے نہین ہو سکتا کہ صفت قہاری کے یہ معنی ہین کہ دوسرون کو اپنے ماتحت مین کر لینا اور انپر قابض اور متصرّف ہو جانا - سو غیر مخلوق اور روحونکو خدا اپنے ماتحت نہین کر سکتا کیونکہ جو چیزین اپنی ذات مین قدیم اور غیر مصنوع ہین وہ بالضرورت اپنی ذات مین واجب الوجود ہین اس لئے کہ اپنے تحقق وجود مین دوسرے کسی علت کے محتاج نہین اور اسی کا نام واجب ہے جسکو فارسی مین خدا یعنی خود آئیدہ کہتے ہین - پس جب ارواح مثل ذات باری تعالےٰ کے خدا اور واجب الوجود ٹھہرے تو اون کا

باری تعالیٰ کے ماتحت رہنا عند العقل محال اور ممتنع ہوا کیونکہ ایک واجب الوجود دوسرے واجب الوجود کے ماتحت نہین ہوسکتا اس سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے۔ لیکن حال واقعہ جو مسلم فریقین ہے یہ ہے کہ سب ارواح خدا تعالیٰ کے ماتحت ہین۔ کوئی اوس کے قبضۂ قدرت سے باہر نہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ سب حادث اور مخلوق ہین کوئی انمین سے خدا اور واجب الوجود نہیں اور یہی مطلب تھا۔

دلیل دوم جوانیؔ ہے یعنی معلول سے علت کیطرف دلیل لیگئی ہے دیکھو سورۂ الفرقان لم یکن له شریك فی الملك وخلق كل شیء فقدره تقدیرا۔ یعنے اس کے ملک مین کوئی اس کا شریک نہین وہ سب کا خالق ہے اور اوس کے خالق ہونے پر یہ دلیل واضح ہے کہ ہر ایک چیز کو ایک اندازہ مقرری پر پیدا کیا ہے کہ جس سے وہ تجاوز نہین کرسکتی بلکہ اسی اندازہ مین محصور اور محدود ہے۔ اس کی شکل منطقی اس طرح پر ہے کہ ہر جسم اور روح ایک اندازہ مقرری مین محصور اور محدود ہے اور ہر ایک وہ چیز کہ کسی اندازہ مقرری مین محصور اور محدود ہو اس کا کوئی حاصر اور محدود ضرور ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک جسم اور روح کے لئے ایک حاصر اور محدد ہے۔ اب اثبات قضیہ اولی کا یعنے محدود القدر ہونے اشیاء کا اس طرح پر ہے کہ جمیع اجسام اور ارواح مین جو جو خاصیتین پائی جاتی ہین عقل تجویز کرسکتی ہے کہ ان خواص سے زیادہ خواص اونمین پائے جاتے مثلاً انسان کی دو آنکھین ہین اور عند العقل ممکن تھا کہ اوسکی چار آنکھین ہوتین۔ دو مونہہ کیطرف اور دو پیچھے کیطرف تاکہ جیسا آگے کی چیزون کو دیکھتا ہے ویسا ہی پیچھے کی چیزونکو بھی دیکھ لیتا اور کچھ شک نہین کہ چار آنکھ کا ہونا بہ نسبت دو آنکھ کے کمال مین زیادہ اور فائدہ مین دوچند ہے۔ اور انسان کے پر نہین اور ممکن تھا کہ مثل اور پرندون کے اوس کے پر بھی ہوتے۔ اور علیٰ ہذا القیاس نفس ناطقہ انسانی بھی ایک خاص درجہ مین محدود ہے جیسا کہ وہ بغیر تعلیم کسی معلم کے خود بخود مجہولات کو دریافت نہین کرسکتا قاسر خارجی سے کہ جیسے جنون یا مخموری ہے سالم الحال نہین رہ سکتا بلکہ فی الفور اسکی قوتون اور طاقتون مین تنزل واقع ہوجاتا ہے اسی طرح بذاتہٖ ادراک جزئیات نہین کرسکتا جیسا کہ اس کو شیخ محقق بو علی سینا نے نمط سابع اشارات مین بتصریح لکھا ہے حالانکہ عند العقل ممکن تھا کہ ان سب آفات اور عیوب سے بچا ہوا ہوتا۔ پس

جن جن مراتب اور فضائل کو انسان اور اسکی روح کے لئے عقل تجویز کر سکتی ہے وہ کس بات سے ان مراتب سے محروم ہے آیا تجویز کسی اور مجوز سے یا خود اپنی رضامندی سے اگر کہو کہ اپنی رضامندی سے تو یہ صریح خلاف ہے ۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے حق مین نقص روا نہین رکھتا ۔ اور اگر کہو کہ تجویز کسی اور مجوز سے تو مبارک ہو کہ وجود خالق ارواح اور اجسام کا ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا ۔

دلیل سوم قیاس الخلف ہے اور قیاس الخلف اُس قیاس کا نام ہے کہ جس مین اثبات مطلوب کا بذریعہ ابطال نقیض اوسکے کے کیا جاتا ہے اور اس قیاس کو علم منطق مین خلف اس جہت سے کہتے ہیں کہ خلف لغت مین معنی باطل کے ہین اور اسی طرح اس قیاس مین اگر مطلوب کو کہ جسکی حقیقت کا دعوے ہے سچّا نہ مان لیا جائے تو نتیجہ ایسا نکلے گا جو باطل کو مستلزم ہوگا ۔ اور قیاس مذکور یہ ہے دیکھو سورہ الطور الجزو ۲۷ ۔ ام خلقوا من غیر شیئٍ ام ھم الخالقونؕ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون ؕ ام عندہم خزائن ربک ام ھم المصیطرون ؕ یعنے کیا یہ لوگ جو خالقیت خدا تعالے سے منکر ہین بغیر پیدا کرنے کسی خالق کے یون ہی پیدا ہو گئے یا اپنے وجود کو آپ ہی پیدا کر لیا یا خود علت العلل ہین جنہون نے زمین و آسمان پیدا کیا یا ان کے پاس غیر متناہی خزانے علم اور عقل کے ہین جنسے انہون نے ان کو معلوم کیا کہ ہم قدیم الوجود ہین یا وہ آزاد ہین اور کسی کے قبضہ قدرت مین مقہور نہین ہین تا یہ گمان ہو کہ جبکہ انپر کوئی غالب و رقہار ہی نہین تو وہ انکا خالق کیسے ہو ۔ اس آیت شریف مین یہ استدلال لطیف ہے کہ بہر پنج شقوق قدامت ارواح کہ اس طرز مدلل سے بیان فرمایا ہے کہ ہر ایک شق کے بیان سے ابطال اُس شق کا فی الفور سمجھا جاتا ہے ۔ اور تفصیل ان اشارات لطیفہ کی یون ہے کہ شق اوّل یعنے ایک شئے معدوم کا بغیر فعل کسی فاعل کے خود بخود پیدا ہو جانا اس طرح پر باطل ہے کہ اس سے ترجیح بلا مرجّح لازم آتی ہے کیونکہ عدم سے وجود کا لباس پہننا ایک موثر مرجّح کو چاہتا ہے جو جانب وجود کو جانب عدم پر ترجیح دے ۔ لیکن اسجگہ کوئی موثر مرجّح موجود نہین اور بغیر وجود مرجّح کے خود بخود ترجیح پیدا ہو جانا محال ہے ۔

اور شق دوم یعنے اپنے وجود کا آپ ہی خالق ہونا اسطرح پر باطل ہے کہ اس سے تقدم شے کا اپنے نفس پہ لازم آتا ہے ۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ہر ایک شے کے وجود کی علت موجبہ اُس

شے کا نفس ہے تو بالضرورت یہ اقرار اس اقرار کو مستلزم ہوگا کہ وہ سب اشیاء اپنے وجود سے پہلے موجود تھین اور وجود سے پہلے موجود ہونا محال ہے۔

اور شق سوم یعنے ہر ایک شے کا مثل ذات باری کے علت العلل اور صانع عالم ہونا تعدد خداؤن کو مستلزم ہے اور تعدد خداؤن کا باتفاق محال ہے اور نیز اس سے دور یا تسلسل لازم آتا ہے اور وہ بھی محال ہے

اور شق چہارم یعنے محیط ہونا نفس انسان کا علوم غیر متناہی پر اس دلیل سے محال ہے کہ نفس انسانی باعتبار تعین تشخص خارجی کے متناہی ہے اور متناہی مین غیر متناہی سما نہین سکتا اس سے تحدید غیر محدود کی لازم آتی ہے۔

اور شق پنجم یعنے خود مختار ہونا اور کسی کے حکم کے ماتحت نہ ہونا ممتنع الوجود ہے کیونکہ نفس انسان کا بضرورت استکمال ذات اپنی کے ایک مکمل کا محتاج ہے اور محتاج کا خود مختار ہونا محال ہے اس سے اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ پس جبکہ بغیر ذریعہ خالق کے موجود ہونا موجودات کا بہر صورت ممتنع اور محال ہوا تو بالضرور یہی ماننا پڑا کہ تمام اشیاء موجودہ محدودہ کا ایک خالق ہے جو ذات باری تعالےٰ ہے اور شکل اس قیاس کی جو ترتیب مقدمات صغریٰ کبریٰ سے بقاعدہ منطقیہ مرتب ہوتی ہے اس طرح پر ہے کہ ہم کہتے ہین کہ یہ قضیہ فی نفسہ صادق ہے کہ کوئی شے بجز ذریعہ واجب الوجود کے موجود نہین ہوسکتی۔ کیونکہ اگر صادق نہین ہے تو پھر اسکی نقیض صادق ہوگی کہ ہر ایک شے بجز ذریعہ واجب الوجود کے وجود پکڑ سکتی ہے۔ اور یہہ دوسرا قضیہ ہماری تحقیقات مندرجہ بالا مین ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ وجود تمام اشیاء ممکنہ کا بغیر ذریعہ واجب الوجود کے محالات خمسہ کو مستلزم ہے۔ پس اگر یہ قضیہ صحیح نہین ہے کہ کوئی شئ بجز ذریعہ واجب الوجود کے موجود نہین ہوسکتی تو یہ قضیہ صحیح ہوگا کہ وجود تمام اشیاء کو محالات خمسہ لازم ہین لیکن وجود اشیاء کا باوصف لزوم محالات خمسہ کے ایک امر محال ہے۔ پس نتیجہ نکلا کہ کسی شے کا بغیر واجب الوجود کے موجود ہونا امر محال ہے اور یہی مطلوب تہا۔

دلیل چہارم۔ قرآن مجید مین بذریعہ مادۂ قیاس اقترانی قائم کی گئی ہے۔ جاننا چاہیے کہ قیاس حجت کی تین قسمون مین سے پہلی قسم ہے۔ اور قیاس اقترانی وہ قیاس ہے کہ

جس مین علاوہ نتیجہ کا یا نقیض اسکی بالفعل مذکور نہ ہو بلکہ بالقوہ پائی جائے اور اقترانی اس جہت سے کہتے ہین کہ حدود اسکے یعنے اصغر اور اوسط اور اکبر مقترن ہوتی ہین اور بالعموم قیاس حجت کی تمام اقسام سے اعلےٰ اور افضل ہے کیونکہ اسمین کلی کے حال سے جزئیات کے حال پر دلیل پکڑی جاتی ہے کہ جو بباعث استیفا تام کے مفید یقین کامل کے ہے۔ پس وہ قیاس کہ جسکی اتنی تعریف ہوئی اس آیت شریفہ مین درج ہے اور ثبوت خالقیت باری تعالےٰ مین گواہی دے رہا ہے دیکھو سورہ الحشر جزو ۲۸۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنی۔ وہ اللہ خالق ہے یعنی پیدا کنندہ ہے وہ باری ہے یعنے روحون اور اجسام کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ وہ مصور ہے یعنے صورت جسمیہ اور صورت نوعیہ عطا کرنے والا ہے کیونکہ اسکے لئے تمام اسماء حسنہ ثابت ہین یعنے جمیع صفات کاملہ جو باعتبار کمال قدرت کے عقل تجویز کر سکتی ہے اوسکی ذات مین جمع ہین لہذا نیست سے ہست کرنے پر بھی وہ قادر ہے کیونکہ نیست سے ہست کرنا قدرتی کمالات سے ایک اعلےٰ کمال ہے اور ترتیب مقدمات اس قیاس کی بصورت شکل اول کے اس طرح پر ہے کہ ہم کہتے ہین کہ پیدا کرنا اور محض اپنی قدرت سے وجود بخشنا ایک کمال ہے۔ اور سب کمالات ذات کامل واجب الوجود کو حاصل ہین۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ نیست سے ہست کرنے کا کمال بھی ذات باری کو حاصل ہے۔ ثبوت مفہوم صغریٰ کا یعنے اس بات کا کہ محض اپنی قدرۃ سے پیدا کرنا ایک کمال ہے اس طرح پر ہوتا ہے کہ نقیض اسکی یعنے یہ امر کہ محض اپنی قدرت سے پیدا کرنے مین عاجز ہونا جبتک باہر سے کوئی مادہ آکر معاون اور مددگار نہ ہو ایک بھاری نقصان ہے کیونکہ اگر ہم یہ فرض کرین کہ مادہ موجودہ سب جابجا خرچ ہوگیا تو ساتھ ہی یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ اب خدا پیدا کرنے سے قطعاً عاجز ہے حالانکہ ایسا نقص اس ذات غیر محدود اور قادر مطلق پر عائد کرنا گویا اسکی الوہیت سے انکار کرنا ہے۔

سوائے اسکے علم الٰہیات مین یہ مسئلہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ مستجمع الکمالات ہونا واجب الوجود کا تحقق الوہیت کے واسطے شرط ہے یعنے یہ لازم ہے کہ کوئی مرتبہ کمال کا مراتب ممکن التصور سے جو ذہن اور خیال مین گزر سکتا ہے اس ذات کامل سے فوت نہ ہو۔ پس بلاشبہ عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ کمال الوہیت باری تعالےٰ کا یہی ہے کہ سب موجودات کا سلسلہ اسی کی

قدرت تک منتہی ہو نہ یہ کہ صفت قدامت او ہستی حقیقی کے بہت سے شریکوں مین بٹی ہوئی ہو اور قطع نظر ان سب دلائل اور براہین کے ہر ایک سلیم الطبع سمجھ سکتا ہے کہ اعلےٰ کام بہ نسبت ادنےٰ کام کے زیادہ تر کمال پر دلالت کرتا ہے - پس جس صورت مین تالیف اجزاء عالم کمال الٰہی مین داخل ہے تو پھر پیدا کرنا عالم کا بغیر احتیاج اسباب کے جو کر ڈرہا درجہ زیادہ تر قدرت پر دلالت کرتا ہے کسقدر اعلےٰ کمال ہوگا - پس صغریٰ اس شکل کا بوجہہ کامل ثابت ہوا -

اور ثبوت کبریٰ کا یعنے اس قضیہ کا کہ ہر ایک کمال ذات باری کو حاصل ہے اس طرح پر ہے کہ اگر بعض کمالات ذات باری کو حاصل نہیں تو اس صورت مین یہ سوال ہوگا کہ محرومی ان کمالات سے بخوشی خاطر ہے یا بہ مجبوری ہے - اگر کہو کہ بخوشی خاطر ہے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی خوشی سے اپنے کمال مین نقص روا نہین رکھتا اور نیز جبکہ یہ صفت قدیم سے خدا کی ذات سے قطعاً مفقود ہے تو خوشی خاطر کہاں رہی - اور اگر کہو کہ مجبوری سے تو وجود کسی اور قاسر کا ماننا پڑا جسنے خدا کو مجبور کیا اور نفاذ اختیارات خدائی سے اسکو روکا یا یہ فرض کرنا پڑا کہ وہ قاسر اس کا اپنا ہی ضعف اور ناتوانی ہے کوئی خارجی قاسر نہین - بہر حال وہ مجبور ٹھہرا تو اسصورت مین وہ خدائی کے لائق نہ رہا - پس بالضرورت اس سے ثابت ہوا کہ خداوند تعالےٰ داغ مجبوری سے کہ بطلان الوہیت کو مستلزم ہے پاک اور منزہ ہے اور صفت کاملہ خالقیت اور عدم سے پیدا کرنے کی اسکو حاصل ہے اور یہی مطلب تھا -

دلیل پنجم - فرقان مجید مین خالقیت باری تعالےٰ پر بمادہ قیاس استثنائی قائم کی گئی ہے اور ...... قیاس استثنائی اس قیاس کو کہتے ہین کہ جسمین عین نتیجہ یا نقیض اسکی بالفعل موجود ہو اور دو مقدمون سے مرکب ہو یعنے ایک شرطیہ اور دوسرے وضعیہ سے چنانچہ آیت شریف جو اس قیاس پر متضمن ہے یہ ہے دیکھو سورہ یخلقکم فی بطون امہاتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمات ثلاث ذالکم اللّٰہ ربکم - یعنے وہ تم کو تمھاری ماؤن کے پیٹون مین تین اندھیرے پردون مین پیدا کرتا ہے اس حکمت کاملہ سے کہ ایک پیدائش اور قسم کی اور ایک اور قسم کی بناتا ہے یعنے ہر عضو کو صورت مختلف اور خاصیتین اور طاقتین الگ الگ بخشتا ہے - یہانتک کہ قالب بیجان مین جان ڈال دیتا ہے نہ اسکو اندھیرا کام کرنے سے روکتا ہے اور نہ مختلف قسمون اور خاصیتون کے اعضا بنانا اسپر مشکل ہوتا ہے اور نہ سلسلہ پیدائش کے ہمیشہ جاری رکھنے مین اسکو کچھہ دقت اور حرج واقع ہوتا ہے ذالکم اللّٰہ ربکم

وہی جو ہمیشہ اس سلسلہ قدرت کو برپا اور قایم رکھتا ہے وہی تمہارا رب ہے یعنے اسی قدرت تامہ سے اسکی ربوبیت تامہ جو عدم سے وجود اور وجود سے کمال وجود بخشنے کو کہتے ہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ رب الاشیاء نہ ہوتا اور اپنی ذات مین ربوبیت تامہ نرکھتا اور صرف مثل ایک بڑھی یا کاریگر کے ادھر اودھر سے لیکر گذارہ کرتا تو اسکو قدرت تام ہرگز حاصل نہ ہوتی اور ہمیشہ اور ہر وقت کامیاب نہوسکتا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور ٹوٹ آجاتی اور پیدا کرنیسے عاجز رہجاتا خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ جس شخص کا فعل ربوبیت تامہ سے نہ ہو یعنے از خود پیدا کنندہ نہ ہو اسکو قدرت تامہ بھی حاصل نہین ہوسکتی۔ لیکن خدا کو قدرت تامہ حاصل ہے کیونکہ قسم قسم کی پیدائش بنانا اور ایک بعد دوسرے بلا تخلف ظہور مین لانا اور کام کو ہمیشہ برابر چلانا قدرت تامہ کی کامل نشانی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالے کو ربوبیت تامہ حاصل ہے اور درحقیقت وہ ربّ الاشیاء ہے نہ صرف بڑھئی اور معمار اشیاء کا ورنہ ممکن نہ تھا کہ کارخانہ دنیا کا ہمیشہ بلاحرج چلتا رہتا بلکہ دنیا اور اس کے کارخانہ کا کبھی کا خاتمہ ہوجاتا کیونکہ جسکا فعل اختیار تام سے نہین وہ ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر تعداد پر ہرگز قادر نہین ہوسکتا۔

اور شکل اس قیاس کی جو آیت شریف مین درج ہے بقاعدہ منطقیہ اس طرح پر ہے کہ جس شخص کا فعل کسی وجود کے پیدا کرنے مین بطور قدرت تامہ ضروری ہو اس کیلئے صفت ربوبیت تامہ کی یعنے عدم سے ہست کرنا بھی ضروری ہے لیکن خدا کا فعل مخلوقات کے پیدا کرنے مین بطور قدرت تامہ ضروری ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے لئے صفت ربوبیت تامہ کی بھی ضروری ہے۔

ثبوت صغریٰ کا یعنے اس بات کا کہ جس صانع کیلئے قدرت تامہ ضروری ہے اسکے لئے صفت ربوبیت تامہ کی بھی ضروری ہے اسطرح پر ہے کہ عقل انسان کی ضرورت کو واجب ٹھہراتی ہے کہ جب کوئی ایسا صانع کہ جسکی نسبت ہم تسلیم کرچکے ہین کہ اسکو اپنی کسی صنعت کے بنانے مین حرج واقع نہین ہوتا کسی چیز کا بنانا شروع کرے تو سب اسباب تکمیل صنعت کے اوس کے پاس موجود ہونے چاہئین اور ہر وقت اور ہر تعداد تک میسّر کرنا اُن چیزون کا جو وجود مصنوع کیلئے ضروری ہین اسکے اختیار مین ہونا چاہئے اور ایسا اختیار تام بجز اس صورت کے اور کسی صورت مین متحقق نہین کہ صانع اس مصنوع کا اسکے اجزا پیدا کرنے پر قادر ہو کیونکہ ہر وقت اور ہر تعداد تک اون چیزون کا میسر ہوجانا کہ

جن کا موجود کرنا صانع کے اختیار تام مین نہین عند العقل ممکن التخلف ہے اور عدم تخلف پر کوئی برہان فلسفی قایم نہین ہوتی اور اگر ہو سکتی ہے تو کوئی صاحب پیش کرے ۔ وجہ اسکی ظاہر ہے کہ مفہوم اس عبارت کا کہ فلان امر کا کرنا زید کے اختیار تام مین نہین اس عبارت کے مفہوم سے مساوی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت وہ کام زید سے نہ ہو سکے ۔ پس ثابت ہوا کہ صانع تام کا بجز اسکے ہرگز کام نہین چل سکتا کہ جبتلک اسکی قدرت ہی تام نہ ہو اسی واسطے کوئی مخلوق اہل حرفہ مین سے اپنے حرفہ مین صانع تام ہونے کا دعوے نہین کر سکتا بلکہ کل اہل صنایع کا دستور ہے کہ جب کوئی بار بار کسی دوکان پر جا کر انکو دق کرے کہ فلان چیز ابھی مجھے بنا دو تو آخر اس کے تقاضے سے تنگ آکر اکثر بول اٹھتے ہین کہ میان مین کچھ خدا نہین ہون کہ صرف حکم سے کام کر دون فلان فلان چیز ملے گی تو پھر بنا دونگا ۔ غرض سب جانتے ہین کہ صانع تمام کے لیئے قدرت تام اور ربوبیت شرط ہے ۔ یہ بات نہین کہ جب تک زید نہ مرے بکر کے گھر لڑکا پیدا نہو ۔ یا جبتک خالد فوت نہو ولید کے قالب مین جو ابھی پیٹ مین ہے جان نہ پڑ سکے پس بالضرورت صغرے ثابت ہوا ۔

اور کبریٰ شکل کا یعنے یہ کہ خدا مخلوقات کے پیدا کرنے مین بطور قدرت تامہ کے ضروری ہے خود ثبوت صغریٰ سے ثابت ہوتا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالے مین قدرت ضروریہ تامہ نہو تو پھر قدرت اسکی بعض اتفاقی امور کے حصول پر موقوف ہوگی ۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اتفاقی امور وقت پر خدا تعالے کو میسر نہ ہو سکین کیونکہ وہ اتفاقی ہین ضروری نہین حالانکہ تعلق پکڑنا روح کا جنین کے جسم سے بروقت طیاری جسم اس کے کے لازم ملزوم ہے پس ثابت ہوا کہ فعل خدا تعالے کا بطور قدرت تامہ کے ضروری ہے ۔ اور نیز اس دلیل کی ضرورت قدرت تامہ کی خدا تعالے کے لیئے واجب ٹھہرتی ہے کہ بموجب اصول متقررہ فلسفہ کے ہم کو اختیار ہے کہ یہ فرض کرین کہ مثلاً ایک مدت تک تمام ارواح موجودہ ابدان متناسبہ اپنے سے متعلق ہین ۔ پس جب ہم نے یہ امر فرض کیا تو یہ فرض ہمارا اس دوسرے فرض کو بھی مستلزم ہوگا کہ اب تا انقضائے اس مدت کے ان جنینون مین جو رحمون مین طیار ہوئے ہین کوئی روح داخل نہین ہوگا حالانکہ جنینون کا بغیر تعلق روح کے معطل پڑے رہنا بہ بداہت عقل باطل ہے ۔ پس جو امر مستلزم باطل ہے وہ بھی باطل ۔ پس ثبوت متقدمین سے یہ نتیجہ ثابت ہو گیا کہ خدا تعالے کے لیئے صفت

ربوبیت تامہ کی ضروری ہے اور یہی مطلب تھا۔

دلیل ششم - قرآن مجید مین بمادہ قیاس مرکب قائم کی گئی اور قیاس مرکب کی یہ تعریف ہے کہ ایسے مقدمات سے مولف ہو کہ ان سے ایسا نتیجہ نکلے کہ اگرچہ وہ نتیجہ خود بذاتہ مطلب کو ثابت نہ کرتا ہو لیکن مطلب بذریعہ اسکے اس طور سے ثابت ہو کہ اسی نتیجہ کو کسی اور مقدمہ کے ساتھ ملاکر ایک دوسرا قیاس بنایا جائے۔ پھر خواہ نتیجہ مطلوب اسی قیاس دوم کے ذریعہ سے نکل آوے یا اور کسی قدر اسی طور سے قیاسات بناکر مطلوب حاصل ہو - دونون صورتون مین اس قیاس کو قیاس مرکب کہتے ہین - اور آیت شریف جو اس قیاس پر متضمن ہے یہ ہے - دیکھو سورہ البقر الجزو ۳ - اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموٰت وما فی الارض - یعنی خدا اپنی ذات مین سب مخلوقات کے معبود ہونیکا ہمیشہ حق رکھتا ہے جس مین کوئی اسکا شریک نہین - اس دلیل روشن سے کہ وہ زندہ ازلی ابدی ہے اور سب چیزون کا وہی قیوم ہے یعنے قیام اور بقا ہر چیز کا اسی کے بقاء اور قیام سے ہے اور وہی ہر چیز کو ہر دم تھامے ہوئے ہے نہ اسپر اونگ طاری ہوتی ہے نہ نیند اسے پکڑتی ہے یعنے حفاظت مخلوق سے کبھی غافل نہین ہوتا - پس جب کہ ہر ایک چیز کی قائمی اسی سے ہے پس ثابت ہے کہ ہر ایک مخلوقات آسمانون کا اور مخلوقات زمین کا وہی خالق ہے اور وہی مالک - اور شکل اس قیاس کی جو آیت شریف مین وارد ہے بقاعدہ منطقیہ اس طرح پر ہے (جزو اول قیاس مرکب کی) (صغریٰ) خدا کو بلا شرکۃ الغیر تمام مخلوقات کے معبود ہونے کا حق ازلی ابدی ہے (کبریٰ) اور جسکو تمام مخلوقات کے معبود ہونیکا حق ازلی ابدی ہو وہ زندہ ازلی ابدی اور تمام چیزون کا قیوم ہوتا ہے (نتیجہ) خدا زندہ ازلی ابدی اور تمام چیزونکا قیوم ہے (جز ثانی قیاس مرکب کی کہ جس مین نتیجہ قیاس اول کا صغریٰ قیاس کا بنایا گیا ہے (صغریٰ) (خداوند ازلی ابدی اور تمام چیزون کا قیوم ہے) (کبریٰ) اور جو زندہ ازلی ابدی اور تمام چیزون کا قیوم ہو وہ تمام اشیاء کا خالق ہوتا ہے) (نتیجہ) (خدا تمام چیزون کا خالق ہے) صغریٰ جز اول قیاس مرکب کا یعنے یہ قضیہ کہ خدا کا بلا شرکۃ الغیر سے تمام مخلوقات کے معبود ہونے کا حق ازلی ابدی ہے باقرار فریق ثانی ثابت ہے - پس حاجت اقامت دلیل کی نہین اور کبریٰ جز اول قیاس مرکب کا یعنے یہ قضیہ کہ جسکو تمام اشیاء کے معبود ہونیکا حق ازلی ابدی ہو

وہ زندہ ازلی ابدی اور تمام اشیاء کا قیوم ہوتا ہے۔ اسطرح ثابت ہے کہ اگر خدا تعالےٰ ازلی ابدی زندہ نہین ہے تو یہ فرض کرنا پڑا کہ کسی وقت پیدا ہوا یا آئندہ کسی وقت باقی نہین رہے گا دونون صورتون مین ازلی ابدی معبود ہونا اسکا باطل ہوتا ہے کیونکہ جب اسکا وجود ہی نرہا تو پھر عبادت اسکی نہین ہوسکتی کیونکہ عبادت معدوم کی صحیح نہین ہے اور جب وہ بوجہ معدوم ہونے کے معبود ازلی ابدی نرہا تو اس سے یہ قضیہ کاذب ہوا کہ خدا کو معبود ہونے کا حق ازلی ابدی ہے۔ حالانکہ ابھی ذکر ہوچکا ہے کہ یہ قضیہ صادق ہے۔ پس ماننا پڑا کہ جسکو تمام اشیاء کے معبود ہونیکا حق ازلی ابدی ہو وہ زندہ ازلی ابدی ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر خدا تمام چیزون کا قیوم نہین یعنے حیات اور بقا دوسرون کی اس کی حیات اور بقا پر موقوف نہین تو اس صورت مین وجود اس کا بقاء مخلوقات کے واسطے کچھہ شرط نہ ہوگا۔ بلکہ تاثیر اسکی بطور موثر بالقسر ہوگی نہ بطور علت حقیقۃ حافظ الاشیاء کے۔ کیونکہ موثر بالقسر اسے کہتے ہین کہ جسکا وجود اور بقا اسکے متاثر کے بقا کے واسطے شرط نہ ہو جیسے زید نے مثلاً ایک پتھر چلایا اور اسی وقت پتھر چلاتے ہی مرگیا تو بیشک اس پتھر کو جو ابھی اسکے ہاتھہ سے چھٹا ہے بعد موت زید کے بھی حرکت رہے گی۔ پس اسی طرح اگر بقول آریہ سماج والون کے خدا تعالےٰ کو محض موثر بالقسر قرار دیا جائے تو اس سے نعوذ باللہ یہ لازم آتا ہے کہ اگر پرمیشر کی موت بھی فرض کرین تو بھی ارواح اور ذرات کا کچھہ بھی حرج نہ ہو کیونکہ بقول پنڈت دیانند صاحب کے کہ جسکو انہون نے ستیارتھ پرکاش مین درج فرما کر توحید کا ستیاناس کیا ہے اور نیز بقول پنڈت کھڑک صاحب کے کہ جنھون نے بغیر سوچے سمجھے تقلید پنڈت دیانند صاحب کی اختیار کی ہے۔ وید مین یہ لکھا ہے کہ سب ارواح اپنی بقاء اور حیات مین بالکل پرمیشر سے بے غرض ہین اور جیسے بڑھئی کو چوکی سے اور کمھار کو گھڑے سے نسبت ہوتی ہے وہی پرمیشر کو مخلوقات سے نسبت ہے یعنے صرف جوڑنے جاڑنے سے ٹنڈا پرمیشر کا چلاتا ہے اور قیوم چیزون کا نہین ہے لیکن ہر ایک دانا جانتا ہے کہ ایسا ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ پرمیشر کا وجود بھی مثل کمھارون اور نجارون کے وجود کے بقاء اشیاء کے لئے کچھہ شرط نہ ہو بلکہ جیسے بعد موت کمھارون اور بڑھیون کے گھڑے اور چوکیان اسی طرح بنے رہتے ہین اسی طرح بصورت فوت ہونے

پرمیشر کے بھی اشیاء موجودہ مین کچھہ بھی خلل واقع نہ ہو سکے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ خیال پنڈت صاحب کا جو پرمیشر کو صانع ہونے مین کمہار اور بڑھئی سے مشابہت ہے قیاس مع الفارق ہے۔ کاش اگر وہ خدا کو قیوم اشیاء کا بقے اور نجاروں سا نہ جانتے تو انکو یہ لکھنا نہ پڑتا کہ پرمیشر کی موت فرض کرنے سے روحون کا کچھہ بھی نقصان نہین۔ لیکن شاید وید مین بھی لکھا ہوگا۔ ورنہ مین کیونکر کہوں کہ پنڈت صاحب کو قیومت پروردگار جو اجلی بدیہیات ہے کچھہ شک ہے۔ اور اگر پنڈت صاحب پرمیشر کو قیوم سب چیزون کا مانتے ہین تو پھر اسکو کمہارون اور معمارون سے نسبت دینا کس قسم کی بدیا ہے اور وید مین اسپر دلیل کیا لکھی ہے۔ دیکھو فرقان مجید مین صفت قیومی پروردگار کی کئی مقام مین ثابت کی ہے جیسا کہ بکرر اس دوسری آیت مین بھی فرمایا ہے اللہ نور السموات والارض یعنے خدا آسمان وزمین کا نور ہے اسی سے طبقہ سفلے اور علوی مین حیات اور بقا کی روشنی ہے۔ پس اس ہماری تحقیق سے جزاول قیاس مرکب کی ثابت ہوئی اور صغری جز ثانی قیاس مرکب کا وہی ہے جو جزاول قیاس مرکب کا نتیجہ ہے اور جزاول قیاس مرکب کی ابھی ثابت ہو چکی ہے پس نتیجہ بھی ثابت ہو گیا۔

اور کبری جز ثانی کا جو زندہ ازلی ابدی اور قیوم سب چیزون کا ہو وہ خالق ہوتا ہے۔ اسطرح پر ثابت ہے کہ قیوم اُسے کہتے ہین کہ جسکا بقا اور حیات دوسری چیزون کے بقا اور حیات اور اون کے کل مایحتاج کے حصول کا شرط ہو اور شرط کے یہ معنے ہین کہ اگر اوس کا عدم فرض کیا جائے تو ساتھہ ہی مشروط کا عدم فرض کرنا پڑے جیسے کہین کہ اگر خدا تعالے کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کا وجود نہ ہو۔ پس یہ قول کہ اگر خدا تعالے کا وجود نہ ہو تو کسی چیز کا وجود نہو بعینہ اس قول کے مساوی ہے کہ خدائے تعالے کا وجود نہ ہوتا تو کسی چیز کا وجود نہ ہوتا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالے کا وجود دوسری چیزون کے وجود کا علت ہے اور خالقیت کے بجز اسکے اور کوئی معنے نہین کہ وجود خالق کا وجود مخلوق کے لئے علت ہو۔ پس ثابت ہو گیا کہ خدا خالق ہے اور یہی مطلب تھا۔

الراقم مرزا غلام احمد رئیس قادیان

مسئلہ الہام کی بحث پر

خط وکتابت

الہام ایک القاء غیبی ہے کہ جسکا حصول کسی طرح کی سوچ اور تردد اور تفکر اور تدبیر پر موقوف نہین ہوتا اور ایک واضح اور منکشف احساس ہے کہ جیسے سامع کو متکلم سے یا مضروب کو ضارب سے یا ملموس کو لامس سے ہو محسوس ہوتا ہے اور اس سے نفس کو مثل حرکات فکریہ کے کوئی الم روحانی نہین پہونچتا بلکہ جیسے عاشق اپنے معشوق کی رویت سے بلا تکلف انشراح اور انبساط پاتا ہے ویسا ہی روح کو الہام سے ایک ازلی اور قدیمی رابطہ ہے کہ جس سے روح لذت اوٹھاتا ہے - غرض یہ ایک منجانب اللہ اعلام لذیذ ہے کہ جس کو نفث فی الروع اور وحی بھی کہتے ہین -

دلیل لمی نمبر اول الہام کی ضرورت پر

کوئی قانون عاصم ہمارے پاس ایسا نہین ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم لزوماً غلطی سے بچ سکین یہی باعث ہے کہ جن حکیمون نے قواعد منطق کے بنائے اور مسائل مناظرہ کے ایجاد کئے اور دلائل فلسفہ کے گھڑے وہ بھی غلطیون مین ڈوبتے رہے اور صدہا طور کے باطل خیال اور جھوٹا فلسفہ اور نکمی باتین اپنی نادانی کے یادگارین چھوڑ گئے - پس اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ اپنی ہی تحقیقات سے جمیع امور حقہ اور عقائد صحیحہ پر پہونچ جانا اور کہین غلطی نہ کرنا ایک محال عادی ہے کیونکہ آجتک ہمنے کوئی فرد بشر ایسا نہین دیکھا اور نہ سُنا اور نہ کسی تاریخی کتاب مین لکھا ہوا پایا کہ جو اپنی تمام نظر اور فکر مین سہو اور خطا سے معصوم ہو - پس بذریعہ قیاس استقرائی کے یہ صحیح اور سچا نتیجہ نکلتا ہے کہ وجود ایسے اشخاص کا کہ جنہوں نے صرف قانون قدرت مین فکر اور غور کر کے اور اپنے ذخیرہ کانشنس کو واقعات عالم سے مطابقت دیکر اپنی تحقیقات کو ایسے اعلےٰ پایۂ صداقت پر پہونچا دیا ہو کہ جسمین غلطی کا نکلنا غیر ممکن ہو - خود عادتاً غیر ممکن ہو -

اب بعد اسکے جس امر مین آپ بحث کر سکتے ہین اور جس بحث کا آپکو حق پہونچتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ برخلاف ہمارے اس استقرا کے کوئی نظیر دیکر ہمارے اس استقرا کو توڑ دین یعنے از روے وضع مستقیم مناظرہ کے جواب آپ کا صرف اس امر مین محصور ہے کہ اگر آپ کی نظر مین ہمارا استقرا غیر صحیح ہے تو آپ بغرض ابطال ہمارے اس استقرا کے کوئی ایسا فرد کامل ارباب نظر اور فکر اور حدس مین سے پیش کرین کہ جسکی تمام راؤن اور فیصلون اور جج منٹون مین کوئی نقص نکالنا ہرگز ممکن نہ ہو اور زبان اور قلم اُس کی سہو وخطا سے بالکل معصوم ہو۔ تاہم بھی تو دیکھین کہ وہ درحقیقت ایسا ہی معصوم ہے یا کیا حال ہے۔ اگر معصوم نکلے گا تو بیشک آپ سچے اور ہم جھوٹے ورنہ صاف ظاہر ہے کہ جس حالت مین نہ خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے غلطی سے بچ سکے اور نہ خدا (جو رحیم و کریم اور ہر ایک سہو وخطا سے مبرّا اور ہر امر کی اصل حقیقت پر واقف ہے) بذریعہ اپنے سچے الہام کے اپنے بندون کی مدد کرے تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر ظلمات جہل اور خطا سے باہر آوین اور کیونکر آفات شک شبہ سے نجات پائین۔ لہٰذا مین مستحکم رائے سے یہ بات ظاہر کرتا ہون کہ مقتضائے حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اُس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکھے ایسے لوگون کو پیدا کرتا رہے کہ عقائد حقہ کے جاننے اور اخلاق صحیحہ کے معلوم کرنے مین خدا کیطرف سے الہام پائین اور تفہیم تعلیم کا ملکہ وہبی رکھین تاکہ نفوس بشریہ کہ سچی ہدایت کے لئے پیدا کئے گئے ہین اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نہ رہین۔ راقم آپکا نیازمند غلام احمد عفی عنہ ۲۱ مئی ۱۸۷۹ء

مکرمی جناب مرزا صاحب

عنایت نامہ آپ کا بمع مضمون پہونچا۔ آپنے الہام کی تعریف اور اسکی ضرورت کے بارے مین جو کچھ لکھا ہے افسوس ہے کہ مین اس سے اتفاق نہین کر سکتا ہون۔ میرے اتفاق نہ کرنے کی جو جو وجوہات ہین انھین ذیل مین رقم کرتا ہون۔

اوّل ۔ آپ کی اس دلیل مین (جس کو آپ لمی قرار دیتے ہین) علاوہ اس خیال کے کہ وہ الہام کے لئے جسکو آپ معلول تصور کرتے ہین علت ہو سکتی ہے یا نہین۔ ایک صریحاً غلطی ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ واقعات کے خلاف ہے۔ مثلاً آپ ارقام فرماتے ہین کہ "کوئی قانون عاصم ہمارے پاس ایسا نہین ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم لزوماً غلطی سے بچ سکین۔ اور

یہی باعث ہے کہ جن حکیمون نے قواعد منطق کے بنائے او وسائل مناظرہ کے ایجاد کیئے اور دلائل فلسفہ کے گھڑے وہ بھی غلطیون مین ڈوبتے رہے اور صدہا طور کے باطل خیال اور جھوٹا فلسفہ اور نکمی باتین اپنی نادانی کی یادگار چھوڑ گئے " اس سے کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ انسان نے اپنی تحقیقات مین ہزارون برس سے جو کچھہ آجتک مغز زنی کی ہے اور ہاتھہ پیر مارے ہین اس مین بجز باطل خیال اور جھوٹا فلسفہ اور نکمی باتون کے کوئی صحیح خیال اور کوئی راست اور حق امر باقی نہین چھوڑا گیا ہے ؟ یا اب جو محقق نیچر کی تحقیقات مین مصروف ہین وہ صرف " نادانی " کے ذخیرہ کو زیادہ کرتے ہین اور حق امر پر پہونچنے سے قطعی مجبور ہین ؟ اگر آپ ان سوالون کا جواب نفی مین نہ دین تو صاف ظاہر ہے کہ آپ سینکڑون علوم اور اونکے متعلق ہزارون باتون کی راست اور صحیح معلومات سے دنیا کی ہر ایک قوم کو ہمیشہ مستفید ہورہی ہے صریحًا انکار کرتے ہین - مگر مین یقین کرتا ہون کہ شاید آپ کا یہ مطلب نہ ہوگا - اور اس بیان سے غالبًا آپ کی یہ مراد ہوگی کہ انسان سے اپنی تحقیقات اور معلومات مین سہو اور خطا کا ہونا ممکن ہے - مگر یہ نہین کہ نیچر نے انسان کو فی ذاتہ ایسا بنایا ہے کہ جس سے وہ کوئی معلومات صحت کے ساتھہ حاصل ہی نہین کرسکتا ہے - کیونکہ ایسے اشخاص آپ نے خود دیکھے اور سُنے ہونگے اور نیز تاریخ مین ایسے لوگون کا ذکر پڑہا ہوگا کہ جو " اپنی تمام نظر اور فکر مین " اگرچہ آپکے نزدیک سہو اور خطا سے معصوم نہ ہون - مگر بہت سی باتون مین اُنکی معلومات قطعی راست اور درست ثابت ہوئی ہے اور صدہا امور کی تحقیقات جو پہلے اور حال کے زمانہ مین وقوع میں آئی ہے اسمین غلطی کا نکلنا قطعی غیر ممکن ہے - اور اس بیان کی تصدیق آپ علوم طبعی ریاضی اور اخلاقی وغیرہ کے متعلق صدہا معلومات مین بخوبی کرسکتے ہین -

کل معلومات جو انسان آجتک حاصل کرچکا ہے اور نیز آئندہ حاصل کریگا اسکے حصول کا کل سامان ہر فرد بشر مین نیچر نے مہیا کر دیا ہے - اب اس سامان کو انسان فردًا فردًا اور نیز بہ ہیئت مجموعی جسقدر اپنی محنت اور جانفشانی سے روز بروز زیادہ سے زیادہ نفیس اور طاقتور بنانے کے ساتھہ ترقی کی صورت مین لاتا جاتا ہے اور جسقدر اسکے مناسب استعمال

کی تمیز پیدا کرتا جاتا ہے اسیقدر وہ نیچر کی تحقیقات مین زیادہ سے زیادہ نرصحت کے ساتھہ اپنی معلومات کے حصول مین کامیاب ہوتا جاتا ہے ۔

اس مختصر بیان سے مین یقین کرتا ہون کہ آپ اس بات کے تسلیم کرنے سے انکار نہ کرینگے کہ انسان سے اپنی تحقیقات مین اگرچہ غلطی کرنا ممکنات سے ہے مگر یہ نہین کہ ہر ایک معلومات مین اسکے غلطی موجود ہے بلکہ بہت کچھہ معلومات اسکی صحیح ہے اور ظاہر ہے کہ جس معلومات مین اسکی غلطی موجود نہین ہے وہ جس قاعدہ یا طریق کے برتاؤ کے ساتھ ظہور مین آئی ہے وہ ہی غلطی سے مبرا تھا۔ کیونکہ غلط قاعدہ کے عملدرآمد سے کبھی کوئی صحیح نتیجہ برآمد نہین ہوتا ہے۔ پس جو معلومات اسکی صحیح ہے اسمین اسے حقیقت کے حصول کے لئے جو سامان نیچر نے اُسے عطا کیا تہا اسکا صحیح اور مناسب استعمال ظہور مین آیا۔ مگر جہان اس نے اپنی معلومات مین غلطی کھائی ہے وہان اسکی مناسب نگہداشت نہین ہوئی۔ گویا ایک شخص جسکے پاس دوربین موجود ہے اور اوسکی نلی بہی وہ کھولتا جاتا ہے مگر ٹھیک فوکس نہ پیدا کرنے کے باعث جسطرح مقابل کی شے کو یا تو دیکھنے سے محروم رہتا ہے یا بشرط دیکھنے کے صاف اور اصلی حالت مین نہین دیکھہ سکتا ہے۔ ایک شخص اسی طرح اپنی تحقیقات مین حسب مذکورہ بالا نیچری سامان کی دوربین کہولتے وقت مناسب درجہ کے فوکس مین قایم کرنے سے رہ جاتا ہے تو وہ یا تو حقیقت کی تصویر کے دیکھنے سے ہی محروم ہو جاتا ہے یا وہ تصویر جیسی ہے ویسی نہین دیکھہ سکتا۔ مگر

* دنیا مین جیسے ہاتھہ پیر اور صحت بدنی رکھتے ہوئے بھی ہزارون اور لاکھون اشخاص بلا مشقت سستی اور کاہلی کے ساتھہ ہی شکم پوری کرنے کو مستعد رہتے ہین ویسے ہی معلومات کے متعلق بھی لاکھو اور کروڑون اشخاص باوجود تحقیقات کے لئے نیچری سامان سے مشرف ہونے کے پھر اپنے دماغ کو پریشان کرنا نہین چاہتے ہین اور جن باتونکی اصلیت کو اپنے غور سے فکر سے ہی معلوم کرسکتے ہین۔ انکے لئے ہی خود تکلیف اٹھانا نہین چاہتے ہین۔ اور محض اندھون کیطرح ایک کی ہی تقلید کے ساتھہ مطلب برآری کرتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا مین آجتک ایک کی غلطی لاکھون اور کروڑون روحون پر موثر دیکھی جاتی ہے۔ ۱۲

جو شخص برخلاف اس شخص کے صحیح فوکس کے پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے وہ پہلے شخص کی غلطی کو دریافت کرلیتا ہے اور حق الامر کو پہونچ جاتا ہے۔

اب اس بیان سے (کہ جو نہایت سیدھا اور صاف ہے) یہ بخوبی ثابت ہے کہ اوّل تو انسان بعض صورتون مین اپنے نیچری سامان کے مناسب استعمال کے ساتھ پہلے ہی حق امر کو دریافت کرلیتا ہے۔ دوم بشرط مناسب استعمال مین نہ لانے یا نہ لاسکنے کے اگر غلطی کھاتا ہے تو کوئی دوسرا جسے اسکے ٹھیک استعمال کا موقع ملجاتا ہے وہ اس غلطی کو رفع کردیتا ہے۔ چنانچہ انسانی معلومات کی کل تاریخ اس قسم کی دلچسپ سلسلہ سے پُر ہے۔ اور اس سلسلہ مین جو ہزارون برس کا تجربہ ظاہر کرتا ہے کسی محقق کے لئے اس نتیجہ پر پہونچنا بہت دشوار نہین رہتا ہے کہ انسان فی ذاتہ تمام ضروری اعضاء جسمانی اور قواعد دماغی اور اخلاقی سے مشرف ہو کر اس دنیا مین (جو اسکے تمام نیچر کے حسب حال اور باہمی ربط اور علاقہ کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے) آپ اپنا راستہ ڈھونڈھے اور خود اپنی جسمانی اور روحانی بھلائی اور بہتری کے وسائل کا علم حاصل کرے اور فائدہ اٹھائے۔

پس اس قانون قدرت کو پس انداز کر کے یا حکیم حقیقی کی دانائی کے خلاف اگر ہم ایک یہہ فرضی دلیل قایم کرین کہ چونکہ انسان کو اپنے چارون طرف دیکھنا ضروریات سے ہے اور دیکھنے کی لئے جو دو آنکھین اسکے چہرہ پر قایم کی گئی ہین وہ جسوقت سامنے کی اشیاء کے دیکھنے مین مصروف ہوتی ہین اُسوقت پیچھے سے اسکے اگر اُسکی ہلاکت کا سامان کیا گیا ہو تو وہ بشرط آگے کی دو آنکھو کے ہونے کے ضرور ہے کہ پیچھے کے حال کے دیکھنے سے محروم رہے۔ پس ممکن نہ تھا کہ خدا جو رحیم اور اور کریم اور حکیم ہے وہ اسے سر کے پیچھے کیطرف بھی دو آنکھین ایسی عطا نہ کرتا کہ جس سے وہ مذکورہ بالا خطرہ سے نجات پانے کی تدبیر کرسکتا۔ پس جبکہ سر کے پیچھے کی طرف دو آنکھون کے ہونے کی ضرورت ہے لہذا لازم ہوا کہ خدا اپنے بندون کی مزید حفاظت کی غرض سے ایسی آنکھین عطا کرے یا اسی قسم کی ایک اور دلیل ہم یہ قایم کرین کہ چونکہ انسان کی عقل خطا کرتی ہے اور اسے یہ علم بھی آجتک حاصل نہین ہے کہ بمبئی سے جس جہاز پر وہ ولایت کو روانہ ہوتا ہے اسکی روانگی کی تاریخ سے ہفتہ یا ڈیڑھ ہفتہ بعد جو خطرناک طوفان سمندر مین آنیوالا ہے اور جس مین اس کا جہاز غرق ہونے کو ہے اسے پہلے سے جان سکے۔ پس جس حالت مین نہ خود انسان اپنے علم اور واقفیت سے اپنے تئین

طوفان کے مہلک اور خوفناک اثر سے محفوظ کر سکتا ہے اور وہ خدا (جو رحیم اور کریم اور ہر ایک سہو و خطا سے مبرا اور ہر امر کی حقیقت پر واقف ہے) بذریعہ اپنے نج کے پیغام کے فوراً اپنے بندون کی مدد کرے تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر اپنی جان کو ہلاکت کے طوفان سے محفوظ رکھ سکتے ہین - پس مقتضا حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ ہم کو طوفان کے آنے کی اس قدر عرصہ پہلے سے خبر دیتا رہے کہ جس سے ہمیں اپنے اور اپنے جہاز کے بچانے کا موقع مل سکے -

اب ظاہر ہے کہ جو لوگ حقیقت کے سمجھنے کا کافی ملکہ رکھتے ہین اور منطق کے اصول کا بخوبی علم رکھتے ہین وہ ہماری ان دونون دلیلون کو قطعی لنگڑی اور بے بنیاد خیال کرینگے کیون؟ اسلیئے کہ اول دونون دلیلون مین "ضرورت" کا جو کچھہ قیاس قائم کیا گیا ہے جسے ہم نے اپنے نتیجہ کی علت قرار دیا ہے وہ محض ہمارا ایک وہمی اور فرضی قیاس ہے - قوانین نیچر سے اوس کی تائید نہین ہوتی بلکہ ہم اولٹا قوانین نیچر کو پس انداز کر کے خدا کی خود دانائی پر حاشیہ چڑہاتے ہین - دوم چونکہ ہماری علت فرضی ہوتی ہے پس اس سے جو نتیجہ ہم قائم کرتے ہین وہ بھی فرضی ہوتا ہے - اور واقعات نیچری خود اوس کی تردید کرتے ہین چنانچہ جیسی پہلی مثال کے متعلق ہمارا نتیجہ واقعات کے خلاف ہے اور در حقیقت انسان کے سر کے پیچھے دو آنکھین اور زائد قایم نہین کی گئی ہین دوسری مثال مین بھی ویسے ہی باوجود اسکے کہ سینکڑون جہاز آجتک سمندر مین غرق ہو چکے ہین اور ہزارون اور لاکھون جانین اون کے ساتھہ ضائع ہو چکی ہین مگر آجتک خدا نے کسی جہاز والے کے پاس کوئی نج کا پیغام اس قسم کا نہین بھیجا جس کا دوسری مثال مین ذکر ہوا ہے پس دونون صورتون مین ہماری "ضرورت" کا قیاس خدا کی دانائی یا قوانین قدرت کے موافق نہ تہا اسلیئے اسکا نتیجہ بھی خدا کی حکمت کے خلاف ہونے کے باعث نیچر کے واقعات سے تصدیق نہ پا سکا اور محض فرضی ثابت ہوا - اب صاف ظاہر ہے کہ اپنے اپنے الہام کی ضرورت پر جو دلیل پیش کی ہے - وہ بجنسہ ہماری دونون دلیلون کے متشابہ ہے کیونکہ آپ فرماتے ہین کہ "جس حالت مین نہ خود انسان اپنے ×علم اور واقفیت سے غلطی سے

نوٹ	× جن حالتون مین انسان اپنے "علم اور واقفیت" مین غلطی نہین کرتا ہے - ایڈیٹر برادر ہند

بچ سکے اور نہ خدا (جو رحیم اور کریم اور ہر ایک سہو اور خطا سے مبرا اور ہر امر کی اصل حقیقت پر واقف ہے) بذریعہ اپنے سچے الہام کے اپنے بندون کی مدد کرے تو پھر ہم عاجز بندے کیونکر ظلمات جہل اور خطا سے باہر آوین اور کسطرح آفات شک و شبہ سے نجات پائین لہذا مین مستحکم رائے سے یہ بات ظاہر کرتا ہون کہ مقتضائے حکمت اور رحمت اور بندہ پروری اس قادر مطلق کا یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً جب مصلحت دیکھے ایسے لوگون کو پیدا کرتا رہے کہ عقاید حقہ کے جاننے اور اخلاق صحیحہ کے معلوم کرنے مین خدا کیطرف سے الہام پاوین"۔

پس جسصورت مین آپکی اس دلیل میں بھی "ضرورت" کا قیاس مثل ہماری دونون دلیلون کے ہے اور قوانین نیچر اس کی تصدیق کرنے سے انکاری ہین۔ تو پھر ایسا قیاس بجز فرضی اور وہمی ہونے کے اور کچھہ ثابت نہین ہوتا۔ کیونکہ ہم خود تو بات بات مین ایسی سینکڑون ضرورتین قایم کر سکتے ہین۔ مگر سوال یہ ہے کہ خدا کی حکمت بھی ہماری فرضی ضرورتون کو تسلیم کرتی ہے یا نہین؟ محققون کے نزدیک وہی ضرورت "ضرورت" ہو سکتی ہے جسکو نیچر یا خدا کی ...... حکمت نے قایم کیا ہو۔ جیسے ہماری بھوکھ کے دفعیہ کے لئے غذا اور سانس لینے کے لئے ہوا کی ضرورت ہماری فرضی نہین بلکہ نیچری ہے اور اسی لئے اوسکا ذخیرہ بھی انسان کی زندگی کے لئے اوس نے فراہم کر دیا ہے مگر جو ضرورت کہ نیچر کے نزدیک قابل تسلیم نہین ہے اور اوسے ہم خود اپنے وہم سے قایم کرتے ہین وہ ایک طرف جس طور پر محض فرضی ہوتی ہے دوسری طرف اسی طور پر اوسے علت ٹھہرا کر جو نتیجہ ہم قایم کرتے ہین وہ بھی فرضی ہونیکے باعث واقعات کے ساتھہ مطابق نہین ہوتا ہے۔ اور یہ صورت ہم نے اپنی مثالون مین بخوبی ظاہر کر دی ہے۔

دوم اسبات کی نسبت کہ آپ نے الہام کی تعریف مین جو کچھہ عبارت رقم کی ہے اوس کا آپکی دلیل سے کہانتک ربط ہے اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ جس حالت مین آپ نے اپنے الہام کی کل بنیاد جس "ضرورت" پر قایم کی ہے درحقیقت وہ ضرورت جبکہ خود بے بنیاد ہے یعنے نیچر کے نزدیک وہ ضرورت قابل تسلیم نہین ہے تو پھر اگر یہ بھی مانا جاوے کہ جو عمارت آپ نے کسی اپنی بنیاد پر کھڑی کی ہے وہ اچھے مصالحہ کے ساتھہ بھی تعمیر کی ہے تاہم وہ بے بنیاد ہونے کے باعث بجز وہم کے اور کہین ٹھہر نہین سکتی اور جیسے اسکی بنیاد فرضی ہے

ویسے ہی وہ بھی آخر کار فرضی رہتی ہے۔

الہام کے اس غلط عقیدہ کے باعث دنیا مین لوگون کو جسقدر نقصان پہونچا ہے اور جسقدر خرابیان برپا ہوئی ہین اور انسانی ترقی کو جسقدر روک پہونچی ہے اس کے ذکر کرنے کو اگرچہ میرا دل چاہتا ہے۔ مگر چونکہ امر متنا قضہ سے اُس کا اسوقت کچھ علاقہ نہین ہے لہذا اسکا بیان یہان پر ملتوی رکھتا ہون۔ لاہور ۳ ۔جون ۱۸۷۹ء

آپ کا نیاز مند شیونرائن اگنی ہوتری

مکرمی جناب پنڈت صاحب

آپ کا عنایت نامہ عین انتظار کے وقت مین پہونچا۔ کمال افسوس سے لکھتا ہون جو آپ کو تکلیف بھی ہوئی اور مجکو جواب بھی صحیح صحیح نہ ملا۔ میرے سوال کا تو یہ ماحصل تھا کہ جبکہ ہماری نجات (کہ جس کے وسائل کا تلاش کرنا آپکے نزدیک بھی ضروری ہے) عقائد حقہ اور اخلاق صحیحہ اور اعمال حسنہ کے دریافت کرنے پر موقوف ہے کہ جن مین امور باطلہ کی ہرگز آمیزش نہ ہو تو اس صورت مین ہم بجز اسکے کہ ہمارے علوم دینیہ اور معارف شرعیہ ایسے طریق محفوظ سے لئے گئے ہون جو جمل مفاسد اور منکرات سے بکلی معصوم ہو اور کسی طریق سے نجات نہین پا سکتے۔ اسکے جواب مین اگر آپ وضع استقامت پر چلتے اور آداب مناظرہ کو مرعی رکھتے تو از روے حصر عقلی کے جواب آپکا (در حالت انکار) صرف تین باتون مین سے کسی ایک بات مین محصور ہوتا۔ **اوّل** یہہ کہ آپ سرے سے نجات کا ہی انکار کرتے اور اسکے وسائل کو مفقود الوجود اور ممتنع الحصول ٹھہراتے اور اس کی ضرورت کو چار آنکھون کیضرورت کیطرح صرف ایک طمع خام سمجھتے۔ **دوم** یہہ کہ نجات کے قائل ہوتے لیکن اسکے حصول کے لئے عقائد اور اعمال کا ہر ایک کذب اور فساد سے پاک ہونا ضروری نہ جانتے بلکہ محض باطل یا امور مخلوط حق اور باطل کو بھی موجب نجات کا قرار دیتے **سوم** یہ کہ حصول نجات کو صرف حق محض سے ہی (جو امتزاج باطل سے بکلی منزہ ہو) مشروط رکھتے اور یہ دعوے کرتے کہ طریقہ مجوزہ عقل کا حق محض ہی ہے اور اس صورت مین لازم تھا کہ بغرض اثبات اپنے اس دعوے کے ہمارے قیاس استقرائی کو (جو حجت کی اقسام ثلثہ مین سے تیسری قسم ہے جس کو مضمون سابق مین پیش کر چکے ہین) کوئی نظیر معصوم عن الخطا ہونے کسی عاقل کے پیش کر کے

اور اس کے علوم نظریہ عقلیہ مین سے کوئی تصنیف دکھلا کر توڑ دیتے۔ پھر اگر حقیقت مین ہمارا قیاس استقرائی ٹوٹ جاتا اور ہم اوس تصنیف کی کوئی غلطی نکالنے سے عاجز رہ جاتے تو آپکی ہمپر خاصی ڈگری ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ آپ نے ایسا نہ کیا ہزارون مصنفون کا ذکر تو کیا مگر نام ایک کا بھی نہ لیا اور نہ اس کی کسی عقلی نظری تصنیف کا کچھہ حوالہ دیا۔ اب اس تکلیف دہی سے میری غرض یہ ہے کہ اگر الہام کی حقیت مین جناب کو ہنوز کچھہ تامل ہے تو بغرض قایم کرنے ایک مسلک بحث کے شقوق ثلثہ متذکرہ بالا مین سے کسی ایک شق کو اختیار کیجئے اور پھر اسکا ثبوت دیجئے کیونکہ جب مین ضرورت الہام پر حجت قایم کر چکا تو اب روے قانون مناظرہ کے آپ کا ہی منصب ہے جو آپ کسی حیلہ قانونی سے اس حجت کو توڑین اور جیسا مین عرض کر چکا ہون اس حیلہ انگیزی کے لئے آپکے پاس صرف تین ہی طریق ہین جنمین سے کسی ایک کو اختیار کرنے مین آپ قانوناً مجاز ہین اور یہ بات خاطر مبارک پر واضح رہے کہ ہم کو اس بحث سے صرف اظہار حق منظور ہے۔ تعصب اور نفسانیت جو سفہا کا طریقہ ہے ہرگز مرکوز خاطر نہین مین دلی محبت سے دوستانہ یہ بحث آپ سے کرتا ہون اور دوستانہ راستطبعی کے جواب کا منتظر ہون۔ راقم آپکا نیازمند غلام احمد عفی عنہ ۔ ۵۔ جون ۱۸۷۹ء

مکرمی جناب مرزا صاحب

آپکا عنایت نامہ مرقومہ پانچوین ماہ حال مجھے ملا۔ نہایت افسوس ہے کہ مین نے آپکے الہام کے بارے مین جو کچھہ بطور جواب لکھا تھا اس سے آپ تشفی حاصل نہ کر سکے۔ میرا افسوس اور بھی زیادہ بڑھتا جاتا ہے کہ جب مین دیکھتا ہون کہ آپنے میرے جواب کے عدم تسلیم کی نسبت کوئی صاف اور معقول وجہ بھی تحریر نہین فرمائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اُسکے پڑھنے اور سمجھنے مین غور اور فکر کو دخل نہین دیا۔

پھر آپ کے اس عنایت نامہ مین ایک اور لطف یہ موجود ہے کہ آپ ایک جگہہ پر قائم رہتے معلوم نہین ہوتے۔ پہلے آپنے الہام کی ضرورت اس دلیل کے ساتھہ قایم کی کہ چونکہ انسان کی عقل حقیقت کے معلوم کرنے مین عاجز ہے اور وہ اپنی تحقیقات مین خطا کرتی ہے۔ پس ضرور ہے کہ انسان خدا کی طرف سے الہام پاوے۔ مین نے جب آپکی اس ضرورت کو فرضی ثابت کر دیا اور دکھلا دیا کہ خدا کی حکمت اس ضرورت کو تسلیم نہین کرتی ہے تو آپ نے پہلے مقام کو چھوڑ کر اب دوسری طرف کا راستہ لیا

اور بجائے ہماری تحریر کے تسلیم کرنے یا بالشرط اعتراض کسی معقول حجت کے پیش کرنے کے اب اُس سلسلہ کو نجات کے مسئلہ کے ساتھہ آلپیٹا - یعنے اصل بحث کو جو الہام کی اصلیت پر تھی اُسے چھوڑ کر نجات کے مسئلہ کو لے بیٹھے اور اب اس نئے قضیہ کے ساتھہ ایک نئی بحث کے اصولون کو قائم کرنے لگے - پھر اسپر ایک طرفہ یہ ہے کہ آپ اخیر خط مین لکھتے ہین کہ " اگر الہام کی حقیت مین جناب کو ہنوز کچھہ تامل ہے تو بغرض قایم کرنے ایک مسلک بحث شقوق ثلثہ متذکرہ بالا مین سے کسی ایک شق کو اختیار کیجئے اور پھر اسکا ثبوت دیجئے - کیونکہ جب مین ضرورت الہام پر حجت قایم کر چکا تو اب ازروے قانون مناظرہ کے آپ کا ہی منصب ہے جو آپ کسی حیلہ قانونی سے اس حجت کو توڑ دین " گویا یک نہ شد دو شد - آپ نے ضرورت الہام پر جو حجت قایم کی تھی وہ تو جناب من مین ایک دفعہ توڑ چکا - اور اُس فرضی ضرورت پر جو عمارت الہام کی آپنے قایم کی تھی اسکو بے بنیاد ٹھہرا چکا - مگر افسوس ہے ایک عرصہ دراز کی عادت کے باعث اُسکی تصویر ہنوز آپ کی نظرون مین سمائی ہوئی ہے اور وہ عادت باوجود اسکے کہ آپ کو " اس بحث سے صرف اظہار حق منظور ہے " مگر پھر آپ کو حقیقت کے پاس پہونچنے مین سد راہ ہے - تحقیق حق اُسوقت تک اپنا قدم نہین جما سکتی ہے جبتک کہ ایک خیال جو عادت مین داخل ہو گیا ہے اُسکو ایک دوسری عادت کے ساتھہ جدا کرنے کی مشق حاصل نہ کی جائے - کسی عیسائی کا ایک چھوٹا سا لڑکا بھی گنگا کے پانی کو صرف دریا کا پانی سمجہتا ہے اور اس سے زیادہ گناہ سے نجات وغیرہ کا خیال اس سے متعلق نہین کرتا - مگر ایک پرانے خیال کے معتقد بڈھے ہندو کے نزدیک اس پانی مین ایک غوطہ مارنے سے انسان کے کل گناہ دفع ہو جاتے ہین - ایک عیسائی کے نزدیک خدا کی تثلیث برحق ہے - مگر ایک مسلمان یا براہمون کے نزدیک وہ بالکل لغو ہے اگر کسی ایسے ہندو یا عیسائی سے بحث کر کے اس کے خیال کی لغویت کو ظاہر ہی کر دو (کہ جس کا ظاہر کرنا کچھہ مشکل بات نہین) مگر وہ اسکی لغویت کو تسلیم نہین کرتا ہے حتی کہ جب جواب سے عاجز آتا ہے تو یہ کہکر کہ گو مین ٹھیک جواب نہین دے سکتا ہون مگر مین اسکا قائل ہون اور دل سے اُسے ٹھیک جانتا ہون " یہ دل کی گواہی اسکی وہی عادت ہے کہ جو حکما کے نزدیک طبیعت ثانی کے نام سے موسوم ہوتی ہے - پس جس الہام کے آپ قائل ہین اسکی بھی وہی کیفیت ہے - آپ کے نزدیک ایک عرصہ دراز کی عادت کے باعث

وہ خیال ایسا پختہ اور صحیح ہوگیا ہے کہ آپ اس کے مخالف ہماری مضبوط سے مضبوط دلیل بھی قابل اطمینان نہیں پاتے ہیں اور جب ایک طرف سے اپنی دلیل کو کمزور دیکھتے ہیں تو دوسری طرف بدل کر چل دیتے ہیں - اس طور پر فیصلہ ہونا محال ہے آجتک کسی سے ہوا بھی نہیں اور نہ آئندہ ہونے کی امید ہے -

آپ مجھسے اون مصنفوں کے نام طلب کرتے ہیں جن کی تصنیف یا تحقیقات میں غلطی نہیں ہے حالانکہ جن علوم کا میں نے ذکر کیا تھا انکے جاننے والوں کے نزدیک انکی تصنیف کی کیفیت پوشیدہ نہیں ہے - کیا آپ نے علم ریاضی کی تصنیفات خود ملاحظ نہیں کی ہیں ؟ کیا علم طبیعات کی کتب آپکی نظر سے نہیں گذری ہیں ؟ بیشک جدید تصنیفات جو انگریزی سے فارسی یا عربی میں ترجمہ نہیں ہوئیں شاید اون کی کیفیت آپ سے پوشیدہ ہو - مگر بعض یونانیوں کی تصنیف مثل اقلیدس کے علم ہندسہ وغیرہ سے غالباً آپ واقفیت رکھتے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ علم ہندسہ کے راست اور صحیح ہونے میں آجتک دنیا میں کسی عالم کو خواہ (وہ الہام کا مقر ہو یا منکر - خدا پرست ہو یا دہریہ) کلام نہیں ہے اگر آپ کی رائے میں وہ درست نہ ہو تو آپ براہ مہربانی مجھکو اسکی غلطیوں سے مطلع فرمائیں -

پھر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کے مضمون کے جواب دینے میں داب مناظرہ کو مرعی نہیں رکھا - اس کے جواب میں صرف اسقدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ جس وقت میری اور آپ کی کل تحریریں رسالہ برادر ہند میں مشتہر کیجاوینگی اوسوقت انصاف پسند ناظرین خود ہی تصفیہ کر لینگے آپ کا یہ فرمانا صحیح ہے یا غیر صحیح

اگر آپ لکھیں تو اگلے مہینے کے رسالہ سے میں اس بحث کو مشتہر کرنا شروع کر دوں -

لاہور - ۱۲ - جون ۱۸۷۹ء آپکا نیاز مند شیونارائن اگنی ہوتری

مکرمی جناب پنڈت صاحب

آپ کا مہربانی نامہ مین اوسوقت میں پہونچا کہ جب میں بعض ضروری مقدمات کے لیئے امرتسر کیطرف جانے کو تھا - چونکہ اوسوقت مجھے دو گھنٹہ کی بھی فرصت نہیں اس لیئے آپ کا جواب واپس آکر لکھونگا اور انشاء اللہ تعالے تین روز بغایت درجہ چار روز کے بعد واپس آجاؤنگا

اور پھر آنکے ہی جواب لکھکے خدمت گرامی مین ارسال کرونگا - آپ فرماتے ہین کہ یہ مضامین برادر ہند مین درج ہونگے - مگر میری صلاح یہ ہے کہ ان مضامین کے ساتھہ دو ثالثون کی رائے بھی ہوتب اندراج پاوین مگر اب مشکل یہ کہ ثالث کہان سے لاوین ناچار یہی تجویز خوب ہے کہ آپ ایک فاضل نامی گرامی صاحب تالیف وتصنیف کا براہم سماج کے فضلا مین سے منتخب کرکے اطلاع دین جو ایک خدا ترس اور ذی فنون اور محقق اور بے نفس اور بے تعصب ہو اور ایک انگریز کہ جسکی قوم کی زیرکی بلکہ بے نظیری کے آپ قائل ہین انتخاب فرماکر اس سے بھی اطلاع بخشین تو اغلب ہے کہ مین اون دونون کو منظور کرونگا اور مینے بطور سرسری سنا ہے کہ آپکے برہمو سماج مین ایک صاحب کیشپ چندر نام لئیق اور دانا آدمی ہین اگر یہی سچ ہے تو وہی منظور ہین اونکے ساتھہ ایک انگریز کر دیجئے مگر منصفون کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ صرف اتنا ہی لکھیں کہ ہماری رائے مین یہ سچ ہے یا وہ سچ ہے بلکہ ہر ایک فریق کی دلیل کو اپنے بیان سے توڑنا یا بحال رکھنا ہوگا -

دوسرے یہ مناسب ہے کہ اس مضمون کو رسالہ مین متفرق طور پہ درج نہ کیا جائے کہ اسمین منصفون کو دوسرے نمبرون کا مدت دراز تک انتظار کرنا پڑتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ یہ سارا مضمون ایک ہی دفعہ برادر ہند مین درج ہو یعنی تین تحریرین ہماری طرف سے اور تین ہی آپکی طرف سے ہون - اور اوسپر دونون منصفون کی مفصل رائے درج ہو اور اگر آپ کی نظر مین ایک دفعہ منصفونکی رائے درج کرنا کچھہ دقت ہو تو پھر اسصورت مین یہ بہتر ہے کہ جب مین بفضلہ تعالی امرتسر سے واپس آکر تحریر ثالث آپکے پاس بھیجدون تو آپ بھی اوسپر کچھہ مختصر تحریر کرکے تینون تحریرین یکدفعہ چھاپ دین اور ان تحریرون کے اخیر مین یہی لکھا جائے کہ فلان فلان منصف صاحب اسپر اپنا اپنا موجہ رائے تحریر فرماوین اور پھر دو جلدین اس رسالہ کی منصفون کی خدمت مین مفت بھیجی جائین - آیندہ جیسے آپکی مرضی ہو اس سے اطلاع بخشین اور جلد اطلاع بخشیں - اور مینے چلتے چلتے جلدی سے یہ خط لکھہ ڈالا ہے کمی بیشی الفاظ سے معاف فرمائین -

راقم آپکا نیازمند غلام احمد عفی عنہ ۱۷ - جون ۱۸۷۹ء

جواب الجواب

باوا نرائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر مطبوعہ پرچہ آفتاب ۱۸ فروری

اوّل باوا صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ خدا ردحون کا خالق ہے اور انکو پیدا کر سکتا ہے۔ اسکے جواب الجواب مین قبل شروع کرنے مطلب کے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ازروے قاعدہ فن مناظرہ کے آپ کا یہ ہرگز منصب نہین ہوسکتا کہ آپ اردحون کے مخلوق ہونے کا ہم سے ثبوت مانگین بلکہ یہ حق ہمکو پہونچتا ہے کہ ہم آپ سے روحون کے بلا پیدائش ہونے کی سند طلب کرین کیونکہ آپ اسی پرچہ مذکور العنوان مین خود اپنی زبان مبارک سے اقرار کر چکے ہین کہ پرمیشر قادر ہے اور تمام سلسلہ عالم کا وہی منتظم ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ثبوت دینا اس امر جدید کا آپ کے ذمہ ہے کہ پرمیشر اول قادر ہوکر پھر غیر قادر کسطرح بن گیا۔ ہمارے ذمہ ہرگز نہین جو ہم ثبوت کرتے پھرین کہ پرمیشر جو قدیم سے قادر ہے وہ اب بھی قادر ہے سو حضرت یہ آپ کو چاہیے تھا کہ ہم کو اسبات کا ثبوت کامل دیتے کہ پرمیشر باوصف قادر ہونے کی پھر روحون کے پیدا کرنے سے کیون عاجز رہیگا۔ ہم پر یہ سوال نہین ہوسکتا کہ پرمیشر (جو قادر تسلیم ہو چکا ہے) روحون کے پیدا کرنے کی کس قدر قدرت رکھتا ہے کیونکہ خدا کے قادر ہونے کو تو ہم اور آپ دونون مانتے ہین۔ پس اسوقت تک تو ہم مین اور آپ مین کچھ تنازع نہ تھا پھر تنازع تو آپ نے پیدا کیا جو روحون کے پیدا کرنے سے اس قادر پرمیشر کو عاجز سمجھا۔ اس صورت مین آپ خود منصف ہوں اور بتلائین کہ بار ثبوت کس کے ذمہ ہے؟

اور اگر ہم بطریق تنزل یہ بھی تسلیم کر لین کہ اگرچہ دعوے آپ نے کیا مگر اثبات اسکا ہمارے ذمہ ہے پس آپکو مژدہ ہو کہ ہم نے سفیر ہند ۱۴ فروری مین خدا کے خالق ہونے

کا ثبوت کامل دیدیا ہے۔ جب آپ بنظر انصاف پرچہ مذکور کو ملاحظہ فرمائینگے تو آپ کی تسلی کامل ہوجائے گی۔ اور خود ظاہر ہے کہ خدا تو وہی ہونا چاہئے جو موجد مخلوقات ہو نہ یہ کہ زبردست سلاطین کی طرح صرف غیرون پر قابض ہوکر خدائی کرے۔

اور اگر آپ کے دلمین یہ شک گذرتا ہے کہ پرمیشر جو اپنی نظیر نہین پیدا کرسکتا شاید اسی طرح ارواح کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہ ہوگا۔ پس اسکا جواب بھی پرچہ مذکورہ ۹۔ فروری مین بخوبی دیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ایسے افعال ہرگز نہین کرتا جن سے اوس کی صفات قدیم کا زوال لازم آوے جیسے وہ اپنا شریک نہین پیدا کرسکتا اپنے آپ کو ہلاک نہین کرسکتا کیونکہ اگر ایسا کرے تو اوس کی صفات قدیمہ جو وحدت ذاتی اور حیات ابدی ہے زائل ہوجائیگی پس وہ قدوس خدا کوئی کام برخلاف اپنی صفات ازلیہ کے ہرگز نہین کرتا باقی سب افعال پر قادر ہے۔ پس آپ نے جو روحون کی پیدائش کو شریک الباری کی پیدائش پر قیاس کیا تو خطا کی۔ مین پہلے عرض کرچکا ہون کہ یہ آپ کا قیاس مع الفارق ہے ہان اگر یہ ثابت کردیتے کہ پیدا کرنا ارواح کا بھی مثل پیدا کرنے نظیر اپنی کے خدا کی کسی صفت عظمت اور جلال کے برخلاف ہے تو دعوی آپ کا بلا شبہ ثابت ہوجاتا۔

پس آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ یہ ظاہر کرنا چاہئے کہ خدا نے روح کہان سے پیدا کئے۔ اس تقریر سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کو خدا کے قدرتی کامون سے مطلق انکار ہے اور اسکو مثل آدم زاد کے محتاج باسباب سمجھتے ہین۔ اور اگر آپکا اس تقریر سے یہ مطلب ہے کہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کس طرح پرمیشور روحون کو پیدا کرلیتا ہے تو اس وہم کے دفع مین پہلے ہی لکھا گیا تھا کہ پرمیشر کی قدرت کاملہ مین ہرگز یہ شرط نہین کہ ضرور انسان کی سمجھ مین آجایا کرے۔ دنیا مین اس قسم کے ہزارہا نمونے موجود ہین کہ قدرت مدرکہ انسان کی انکی کنہ حقیقت تک نہین پہونچ سکتی اور علاوہ اس کے ایک امر کا عقل مین نہ آنا اور چیز ہے اور اسکا محال ثابت ہونا اور چیز عدم ثبوت اسبات کا کہ خدا نے کس طرح روحون کو بنا لیا اس بات کو ثابت نہین کرسکتا کہ خدا سے روح نہین بن سکتے تھے کیونکہ عدم علم سے عدم شے لازم نہین آتا۔ کیا ممکن نہین جو ایک کام خدا کی قدرت کے تحت داخل تو ہو لیکن عقل ناقص ہماری اسکے اسرار تک نہ پہونچ سکے؟ بلکہ قدرت تو حقیقت مین اسی

بات کا نام ہے جو داغ احتیاج اسباب سے منزہ اور پاک اور ادراک انسانی سے برتر ہو اول خدا کو قادر کہنا اور پھر یہ زبان پر لانا کہ اس کی قدرت اسباب مادی سے تجاوز نہیں کرتی حقیقت مین اپنی بات کو آپ رد کرنا ہے۔ کیونکہ اگر وہ فی حد ذاتہٖ قادر ہے تو پھر کسی سہارے اور آسرے کا محتاج ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا آپکی پشتکون مین قادر اور سرب شکتی مان اسی کو کہتے ہین جو بغیر توسل اسباب کے کارخانہ قدرت اسکی کا بند رہے اور بغیر اسکے حکم سے کچھہ بھی نہ ہو سکے شاید آپکے ہان لکھا ہوگا مگر ہم لوگ تو ایسے کمزور کو خدا نہین جانتے ہمارا تو وہ قادر خدا ہے کہ جس کی یہ صفت ہے کہ جو چاہا سو ہوگیا اور جو چاہیگا سو ہوگا۔

پھر باوا صاحب اپنے جواب مین مجھکو فرماتے ہین کہ جسطرح تم نے یہ مان لیا کہ خدا دوسرا خدا بنا نہین سکتا اسی طرح یہ بھی ماننا چاہئے کہ خدا روح پیدا نہین کرسکتا۔ اس فہم اور ایسے سوال سے اگر مین تعجب نہ کرون تو کیا کرون صاحب من مین تو اس وہم کا کئی دفعہ آپ کو جواب دے چکا اب مین بار بار کہان تک لکھون۔ مین حیران ہون کہ آپ کو یہ بین فرق کیون سمجھہ مین نہین آتا اور کیون دل پر سے یہ حجاب نہین اوٹھتا کہ جو روحون کے پیدا کرنے کو دوسرے خدا کی پیدائش پر قیاس کرنا خیال فاسد ہے کیونکہ دوسرا خدا بنانے مین وہ صفت ازلی پرمیشر کی جو واحد لاشریک ہونا ہے نابود ہو جائے گی۔ لیکن پیدائش ارواح مین کسی صفت واجب الوجود کا ازالہ نہین بلکہ ناپید کرنے مین ازالہ ہے کیونکہ اس سے صفت قدرت کی جو پرمیشر مین بالاتفاق تسلیم ہو چکی ہے زاویہ اختفا مین رہے گی اور بپایۂ ثبوت نہین پہونچے گی اس لئے کہ جب پرمیشر نے خود ایجاد اپنے سے بلا توسل اسباب کے کوئی چیز محض قدرت کاملہ اپنی سے پیدا ہی نہین کی تو ہم کو کہان سے معلوم ہو کہ اس مین ذاتی قدرت بھی ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ اس مین کچھہ ذاتی قدرت نہین تو اس اعتقاد سے وہ پرادہین۔ یعنے محتاج بالغیر ٹھیریگا۔ اور یہ بہ بداہت عقل باطل ہے۔ غرض پرمیشر کا خالق ارواح ہونا تو ایسا ضروری امر ہے جو بغیر تجویز مخلوقیت ارواح کے سب کارخانہ خدائی کا بگڑ جاتا ہے۔ لیکن دوسرا خدا پیدا کرنا صفت وحدت ذاتی کے برخلاف ہے پھر کس طرح پرمیشر ایسے امر کی طرف متوجہ ہو کہ جس سے اسکی صفت قدیمہ کا بطلان لازم آوے۔ اور نیز اس صورت مین جو روح غیر مخلوق اور بے انت مانے جائین کل ارواح صفت انادی اور غیر محدود

ہونے مین خدا سے شریک ہوجائینگی - اور علاوہ اسکے پرمیشر بھی اپنی صفت قدیم سے جو پیدا کرنا بلا اسباب ہے محروم رہے گا اور یہ ماننا پڑیگا کہ پرمیشر کو صرف روحون پر جمعداری ہی جمعداری ہے انکا خالق اور واجب الوجود نہین -

پھر بعد اس کے باوا صاحب اپنے جواب مین روحون کے انتہا ہونے کا جھگڑا لے بیٹھے ہین جبکو ہم پہلے اس سے ۹ اور ۱۶ فروری سفیر ہند مین ۱۴ دلائل پختہ سے رد کر چکے ہین لیکن باوا صاحب انکے انکار کیئے جاتے ہین پس انپر واضح رہے کہ یون تو انکار کرنا اور نہ ماننا سہل بات ہے اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ جس بات پر چاہے رہے پر ہم تو تب جانتے کہ آپ کسی دلیل ہماری کو لا ذکیے دکھلاتے اور بے انت ہونے کی وجوہات پیش کرتے آپکو سمجھنا چاہئیے کہ جس حالت مین ارواح بعض جگہ نہین پائے جاتے تو بے انت کس طرح ہوگئے کیا بے انت کا یہی حال ہوا کرتا ہے کہ جب ایک جگہ تشریف لے گئے تو دوسری جگہ خالی رہ گئی اگر پرمیشر بھی اسی طرح کا بے انت ہے تو کارخانہ خدائی کا معرض خطر مین ہے افسوس کہ آپ نے ہمارے اون پختہ دلائل کو کچھ نہ سوچا اور کچھ غور نہ کیا اور یونہی جواب لکھنے کو بیٹھ گئے حالانکہ آپکی مصنفانہ طبیعت پر یہ فرض تھا کہ اپنے جواب مین اس امر کا التزام کرتے کہ ہر ایک دلیل ہماری تحریر کرکے اسکے محاذات مین اپنی دلیل لکھتے پر کہان سے لکھتے اور تعجب تو یہ ہے کہ اسی جواب مین آپ کا یہ اقرار بھی درج ہے کہ ضرور سب ارواح ابتدا سرشٹی مین زمین پر جنم لیتے ہین اور مدت سوا چار ارب تک سلسلہ دنیا کا بنا رہتا ہے اس سے زیادہ نہین - اب اے میرے دوستو اور پیارو اپنے دلمین آپ ہی سوچو اور اپنے قول مین خود ہی غور کرو کہ جو پیدائش ایک مقرری وقت سے شروع ہوئی اور ایک محدود مقام مین اون سب نے جنم لیا اور ایک محدود مدت تک انکے توالد تناسل کا سلسلہ منقطع ہوگیا تو ایسی پیدائش کسطرح بے انت ہوسکتی ہے آپ نے پڑھا ہوگا کہ بموجب اصول موضوعہ فلسفہ کے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو چند محدود چیزون مین ایک محدود عرصہ تک کچھ زیادتی ہوتی رہی تو بعد زیادتی کے بھی وہ چیزین محدود رہینگی اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر متعدد جانور ایک متعدد عرصہ تک بچے دیتے رہین تو انکی اولاد بموجب اصول مذکور کے ایک مقدار متعدد سے زیادہ نہ ہوگی اور خود از روے حساب کے ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ جس قدر پیدائش سوا چار ارب تک

میں ہوتی ہے اگر بجائے اس مدت کے ساڑھے آٹھ ارب فرض کریں تو شک نہیں کہ اس صورت موخر الذکر میں پہلی صورت سے پیدائش دوچند ہوگی حالانکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بے انت کبھی قابل تضعیف نہیں ہوسکتا۔ اگر ارواح بے انت ثابت ہوتیں تو ایسی مدت محدود میں کیوں محصور ہوجاتے کہ جن کے اضعاف کو عقل تجویز کرسکتی ہے اور نہ کوئی دانا محدود زمانی او رمکانی کو بے انت کہے گا۔ باواصاحب برائے مہربانی ہم کو بتلادیں کہ اگر سوا چار ارب کی پیدائش کا نام بے انت ہے تو ساڑھے آٹھ ارب کی پیدائش کا نام کیا رکھنا چاہیئے۔ غرض یہ قول صریح باطل ہے کہ ارواح موجودہ محدود زمانی اور مکانی ہوکر پھر بھی بے انت ہیں۔ کیونکہ مدت معین کا توالد تناسل تعداد معینہ سے کبھی زیادہ نہیں۔ اور اگر یہ قول ہے کہ سب ارواح بدفعہ واحد زمین پر جنم لیتے ہیں سو بطلان اسکا ظاہر ہے کیونکہ زمین محدود ہے اور ارواح بقول آپ کے غیر محدود پھر غیر محدود کسطرح محدود میں سما سکے۔

اور اگر یہ کہو بعض حیوانات باوصف مکتی نہ پانے کے نئی دنیا میں نہیں آتے سو یہ آپکے اصول کے برخلاف ہے۔ کیونکہ جبکہ بیشتر عرض کیا گیا ہے آپ کا یہ اصول ہے کہ نئی دنیا میں تمام وہ ارواح جو سرشٹی گذشتہ میں مکتی پانے سے رہ گئے تھے اپنے کرموں کا پھل بھوگنے کے واسطے جنم لیتے ہیں کوئی جیو جنم لینے سے باہر نہیں رہ جاتا۔ اب قطع نظر دیگر دلائل سے اگر اسی ایک دلیل پر جو محدود فی الزمان والمکان ہونے کی ہے غور کی جائے تو صاف ثابت ہے کہ آپ کو ارواح کے متعدد ماننے سے کوئی گریزگاہ نہیں اور بجز تسلیم کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ بالخصوص اگر اون سب دلائل کو جو سوال نمبر ۱ میں درج ہوچکے ہیں ان دلائل کے ساتھ جو اس تبصرہ میں اندراج پائیں ملا کر پڑھا جائے تو کون منصف ہے جو اس نتیجہ تک نہیں پہونچ سکتا کہ ایسے روشن ثبوت سے انکار کرنا آفتاب پہ خاک ڈالنا ہے۔ پھر افسوس کہ باواصاحب اب تک یہی تصور کئے بیٹھے ہیں کہ ارواح بے انت ہیں اور مکتی پانے سے کبھی ختم نہیں ہونگے اور حقیقت حال جو تھا سو معلوم ہوا کہ کل ارواح پانچ ارب کے اندر اندر ہمیشہ ختم ہوجاتے ہیں اور نیز ہر پرلے کے وقت پر اون سب کا خاتمہ ہوجاتا ہے اگر بے انت ہوتے تو اون دونوں حالتوں مقدم الذکر میں کیوں ختم ہونا انکار کن اصول آریا سماج کا ٹھہرتا عجب حیرانی کا مقام ہے کہ باواصاحب خود

اپنے ہی اصول سے انحراف کر رہے ہیں اتنا خیال نہیں فرماتے کہ جو اشیاء ایک حالت میں قابل
اختتام ہیں وہ دوسری حالت میں بھی یہی قابلیت رکھتے ہیں یہہ نہیں سمجھتے کہ مظروف
اپنے ظرف سے کبھی زیادہ نہیں ہوتا پس جبکہ کل ارواح ظرف مکانی اور زمانی میں داخل ہوکر
اندازہ اپنا ہر نئی دنیا میں معلوم کرا جاتے ہیں اور پیمانہ زمان مکان سے ہمیشہ ماپے جاتے
ہیں تو پھر تعجب کہ باوا صاحب کو ہنوز ارواح کے محدود ہونیمیں کیوں شک باقی ہے میں
باوا صاحب سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے بقول آپ کے یہ سب ارواح جو آپکے تصور میں بے
انت ہیں سب کے سب دنیا کی طرف حرکت کرتے ہیں - اگر اسی طرح اپنے بھائیوں مکتی یافتوں
کیطرف حرکت کریں تو اس میں کیا استبعاد عقلی ہے اور کونسی حجب منطقی اس حرکت سے
انکو روکتی ہے اور کس برہان لمّی یا انّی سے لازم آتا ہے کہ دنیا کی طرف انتقال اون سب
کا ہر سرشٹی کے دورہ میں جائز بلکہ واجب ہے لیکن کوچ اُن سب کا مکتی یافتوں کے کوچہ
کیطرف ممتنع اور محال ہے - مجھکو معلوم نہیں ہوتا کہ اس عالم دنیا کیطرف کونسی پختہ سڑک ہے
کہ سب ارواح اسپر باسانی آتے جاتے ہیں ایک بھی باہر نہیں رہجاتا اور اون مکتی یافتون کے راستہ
میں کونسا پتھر پڑا ہوا ہے کہ اس طرف اون سب کا جانا ہی محال ہے کیا وہ خدا جو سب ارواح
کو موت اور جنم دے سکتا ہے سبکو مکتی نہیں دے سکتا جب ایک طور پر سب ارواح کی حالت
متغیر ہوسکتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ دوسرے طور سے وہ حالت قابل تغیر نہیں اور نیز کیا یہ بات ممکن
نہیں جو خدا اون سب ارواح کا یہ نام رکھدے کہ مکتی یاب ہیں جیسے ابتک یہ نام رکھا ہوا
ہے کہ مکتی یاب نہیں کیونکہ جن چیزوں کی طرف نسبت سلبی جائز ہوسکتی ہے بیشک اُن چیزوں کیطرف
نسبت ایجابی بھی جائز ہے اور نیز یہ بھی واضح رہے کہ یہ قضیہ کہ سب ارواح موجودہ نجات پاسکتے
ہیں اس حیثیت سے زیر بحث نہیں کہ محمول اس قضیہ کا جو نجات عام ہے مثل کسی جزئی حقیقی
کے قابل تنقیح ہے بلکہ اس جگہ مبحوث عنہ امر کلی ہے یعنے ہم کلی طور پر بحث کرتے ہیں کہ ارواح
موجودہ نے جو ابھی مکتی نہیں پائی آیا بموجب اصول آریہ سماج کے اس امر کی قابلیت رکھتے
ہیں یا نہیں کہ کسی طور کا عارضہ عام خواہ مکتی ہو یا کچھہ اور ہو اُن سب پر طاری ہوجائے سو آریہ
صاحبوں کے ہم ممنون منت ہیں جو انہوں نے آپ ہی اقرار کر دیا کہ یہ عارضہ عام بعض

صورتون مین سب ارواح پر واقع ہے جیسے موت اور جنم کی حالت سب ارواح موجودہ پر عارض ہوجاتی ہے۔ اب باوا صاحب خود ہی انصاف فرماوین کہ جب حالت مین دو مادون مین اس عارضۂ عام کے خود ہی قائل ہو گئے تو پھر اس تیسرے مادہ مین جو سب کا مکتی پانا ہے انکار کرنا کیا وجہہ ہے۔

پھر باوا صاحب یہ فرماتے ہین کہ علاوہ زمین کے سورج اور چاند اور سب ستارون مین بھی جانور بکثرت آباد ہین اور اس سے یہ سمجھ بیٹھے ہین کہ لیس ثابت ہوگیا کہ بے انت ہین لیس باوا صاحب پر واضح رہے کہ اول تو یہ خیال بعض حکما کا ہے جسکو یورپ کے حکیمون نے اخذ کیا ہے اور ہماری گفتگو آریہ سماج کے اصول پر ہے سوا اسکے اگر ہم یہ بھی مان لین کہ آریہ سماج کا بھی یہی اصول ہے تو بھی کیا فائدہ کہ اس سے بھی آپ کا مطلب حاصل نہین ہوتا۔ اس سے تو صرف اتنا نکلتا ہے کہ مخلوقات خداتعالے کی بکثرت ہے ارواح کے بے انت ہونے سے اس دلیل کو کیا علاقہ ہے پر شاید باوا صاحب کے ذہن مین مثل محاورہ عام لوگون کے یہ سمایا ہوا ہوگا کہ بے انت اسی چیز کو کہتے ہین جو بکثرت ہو۔ باوا صاحب کو یہہ سمجھنا چاہیے کہ جس حالت مین یہ سب اجسام ارضی اور اجرام سماوی بموجب تحقیق فن ہیئت اور علم جغرافیہ کے معدود اور محدود ہین تو پھر جو چیزین انمین داخل ہین کس طرح غیر معدود ہوسکتی ہین اور جس صورت مین تمام اجرام و اجسام زمین و آسمان کے خدا نے گنے ہوئے ہین تو پھر جو کچھہ انمین آباد ہے وہ اسکی گنتی سے کب باہر رہ سکتا ہے سو ایسے دلائل سے آپ کا دعوے ثابت نہین ہوتا کام تو تب بنے کہ آپ یہ ثابت کرین کہ ارواح موجودہ تمام حدود و قیود و ظروف مکانی و زمانی اور فضائے عالم سے بالاتر ہین کیونکہ خدا بھی انہین معنون پر بے انت کہلاتا ہے اگر ارواح بے انت ہین تو وہی علامات ارواح مین ثابت کرنی چاہئین اس لئے کہ بے انت ایک لفظ ہے کہ جس مین بقول آپکے ارواح اور باری تعالے مشارکت رکھتے ہین اور اس کا حد تام بھی ایک ہے یہ بات نہین کہ جب لفظ بے انت کا خدا کی طرف نسبت کیا جائے تو اسکے اور معنی ہین اور جب ارواح کی طرف منسوب کرین تو اور معنے

پھر بعد اسکے باوا صاحب فرماتے ہین کہ کسی نے آجتک روحون کی تعداد نہین کی اس لئے

لاتعداد ہین اسپر ایک قاعدہ حساب کا بھی جو مانحن فیہ سے کچھہ تعلق نہین رکھتا پیش کرتے ہین اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لاتعداد کی کمی نہین ہوسکتی - پس باوا صاحب پر واضح رہے کہ ہم تخمینی اندازہ ارواح کا بموجب اصول آپ کے بیان کر چکے ہین اور انکا ظروف مکانی اور زمانی مین محدود ہونا بھی بموجب انہی اصول کے ذکر ہوچکا ہے اور آپ اب تک وہ حساب ہمارے روبرو پیش کرتے ہین جو غیر معلوم اور نامفہوم چیزون سے متعلق ہے اگر آپ کا یہ مطلب ہے - کہ جس طرح خزانچی کو اپنی جمع تحویل شدہ کا کل میزان روپیہ آنہ پائی کا معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر انسان کو کل تعداد ارواح کا معلوم ہو تو تب قابل کمی ہونگے ورنہ نہین سو یہ بھی آپ کی غلطی ہے - کیونکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ جس چیز کا اندازہ تخمینی کسی پیمانہ کے ذریعہ سے معلوم ہوچکا تو پھر ضرور عقل یہی تجویز کرے گی کہ جب اوس اندازہ معلومہ مین سے نکالا جاوے تو بقدر تعداد خارج شدہ کے اصلی اندازہ مین کمی ہوجاوے گی - بھلا یہ کیا بات ہے کہ جب مکتی شدہ سے ایک فوج کثیر مکتی شدہ ارواح مین داخل ہوجائے تو نہ وہ کچھہ کم ہون اور نہ یہ کچھہ زیادہ ہون حالانکہ وہ دونون محدود ہین اور ظروف مکانی اور زمانی مین محصور -

اور جو یہ باوا صاحب فرماتے ہین کہ تعداد روحون کی ہم کو بھی معلوم ہونی چاہیئے تب قاعدہ جمع تفریق کا اوسپر صادق آوے گا - یہ قول باوا صاحب کا بھی قابل ملاحظہ ناظرین ہے ورنہ صاف ظاہر ہے کہ جمع بھی خدا کی اور تفریق بھی وہی کرتا ہے اور اوسکو ارواح موجودہ کے تمام افراد معلوم ہین اور فرد فرد اسکے زیر نظر ہے اس مین کیا شک ہے کہ جب ایک روح نکلکر مکتی یا یون مین جاوے گا تو پرمیشور کو معلوم ہے کہ یہ فرد اس جماعت مین سے کم ہوگیا اور اوس جماعت مین سے بباعث داخل ہونے اسکے ایک فرد کے زیادتی ہوئی یہ کیا بات ہے کہ اس داخل خارج سے وہی پہلی صورت بنی رہی - نہ مکتی یاب کچھہ زیادہ ہون اور نہ وہ ارواح کہ جن سے کچھہ روح نکل گئی بقدر نکلنے کے کم ہوجائین - اور نیز ہمکو بھی کوئی برہان منطقی مانع اس بات کی نہین کہ ہم اس امر متیقن متحقق پر رائے نہ لگا سکین کہ جن چیزون کا اندازہ بذریعہ ظروف مکانی اور زمانی کے ہمکو معلوم ہوچکا ہے وہ دخول خروج سے قابل زیادت اور کمی ہین مثلاً ایک ذخیرہ کسی قدر غلہ کا کسی کوٹھے مین بھرا ہوا ہے اور لوگ اس سے نکالکر لئے جاتے ہین سو گو ہم کو اُس ذخیرہ کا وزن معلوم نہین لیکن

لیکن ہم بنظر محدود ہونے اسکے کے رائے دے سکتے ہیں کہ ہمیہ اونکا اوپائیگا کم ہوتا جائیگا۔

اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا کہ خدا کا علم غیر محدود ہے اور روح بھی غیر محدود ہین اسواسطے خداکو روحون کی تعداد معلوم نہیں۔ آپ کی تقریر بیموقع ہے جناب من یہ کون کہتا ہے جو خدا کا علم غیر محدود نہین ۔ کلام و نزاع تو اس مین ہے کہ معلومات خارجیہ اسکے جو تعینات وجودیہ سے مقید ہین اور زمانہ واحد مین پائے جاتے ہین اور ظروف زمانی اور مکانی مین محصور اور محدود ہین آیا تعداد اون اشیاء موجودہ محدودہ معینہ کا اسکو معلوم ہے یا نہین آپ اوس اشیاء موجودہ محدودہ کو غیر موجود اور غیر محدود ثابت کرین تو تب کام بنتا ہے ۔ ورنہ علم آلہی کہ موجود اور غیر موجود دونون پر محیط ہے اسکے غیر متناہی ہونے سے کوئی چیز جو تعینات خارجیہ مین مقید ہو غیر متناہی نہین بن سکتی اور آپنے خدا کے علم کو خوب غیر محدود بنایا کہ جس سے روحون کا احاطہ بھی نہ ہوسکا اور شمار بھی معلوم نہ ہوا باوصفیکہ سب موجود تھے کوئی معدوم نہ تھا کیا خوب بات ہے کہ آسمان اور زمین نے تو روحون کو اپنے پیٹ مین ڈالکر بزبان حال اون کی تعداد بتلائی پھر خداکو کچھہ بھی تعداد معلوم نہ ہوئی یہ عجیب خدا ہے اور اوسکا علم عجیب تر ۔ بھلا مین آپ سے پوچھتا ہون کہ خداکو جو ارواح موجودہ کا علم ہے یہ اوسکے علوم غیر متناہیہ کا جز ہے یا کل ہے اگر کل ہے اس سے لازم آتا ہے کہ خداکو سوا روحون کے اور کسی چیز کی خبر نہ ہو اور اس سے بڑھکر اسکا کوئی عالم نہ ہو اور اگر جز ہے تو محدود ہوگیا کیونکہ جز کل سے ہمیشہ چھوٹا ہے پس اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ ارواح محدود ہین اور خود یہی حق الامر تھا ۔ جس شخص کو خدا نے معرفت کی روشنی بخشی ہو وہ خوب جانتا ہے کہ خدا کے بے انتہا علوم کے دریا زمین سے علم ارواح موجودہ کا اسقدر بھی نسبت نہین رکھتا کہ جیسے سوئی کو سمندر مین ڈبوکر اسمین کچھہ تری باقی رہجاتی ہے ۔

پھر باوا صاحب یہ تحریر فرماتے ہین کہ یہ اعتراض کرنا بیجا ہے کہ بے انت اور انادی ہونا خدا کی صفت ہے اگر روح بھی بے انت اور انادی ہون تو خدا کے برابر ہوجائینگے کیونکہ کسی جزوی مشارکت سے مساوات لازم نہین آتی جیسے آدمی بھی آنکھہ سے دیکھتا ہے اور حیوان بھی پر دونون مساوی نہین ہوسکتے " یہ دلیل باوا صاحب کی تغلیط اور تسقیط ہے ۔ ورنہ کون عاقل اسبات کو نہین جانتا کہ جو صفات ذات آلہی مین پائی جاتی ہین وہ سب اس ذات بے مثل کے خصائص

ہین کوئی چیز ان مین شریک سہیم ذات باری کے نہین ہوسکتی کیونکہ اگر ہوسکتی ہے تو پھر سب صفات
اسکی مین شراکت غیر کی جائز ہوگی اور جب سب صفات مین شراکت جائز ہوئی تو ایک اور خدا پیدا ہوگیا
بھلا اسبات کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ جو خدا کی صفات قدیمہ مین سے جو انادی اور بے
انت ہونے کی صفت ہے وہ تو اس کے غیر مین بھی پائی جاتی ہین - لیکن دوسری صفات
اس کی اس سے مخصوص ہین ذرہ آپ خیال کر کے سوچین کہ کیا خدا کی تمام صفات یکسان ہین
یا متقارب ہین - پس ظاہر ہے کہ اگر ایک صفت مین صفات مخصوصہ اسکی سے اشتراک بالغیر جائز
ہوگا اور اگر نہین تو سب مین نہین اور یہ جو آپ نے نظیر دی جو حیوانات مثل انسان کے آنکھ
سے دیکھتے ہین لیکن اس رویت سے انسان نہین ہوسکتا نہ اسکے مساوی - یہ نظیر آپ
کی بے محل ہے اگر آپ ذرہ بھی غور کرتے تو ایسی نظیر کبھی نہ دیتے - حضرت سلامت یہ کون کہتا
ہے کہ ممکنات کو عوارض خارجیہ مین باہم مشارکت اور مجانست نہین - امر متنازعہ فیہ تو یہ ہے
کہ خصائص الٰہیہ مین کسی غیر اللہ کو بھی اشتراک ہے یا صفات اوس کے اس کی ذات سے مخصوص
ہین - آپ مدعی اس امر متنازع کے ہین اور نظیر ممکنات کے پیش کرتے ہین جو خارج از بحث
ہے - آپ امر متنازعہ کی کوئی نظیر دین تب حجت تمام ہو ورنہ ممکنات کے تشارک تجانس سے
یہ حجت تمام نہین ہوتی نہ ذات باری کے خصائص کو ممکنات کے عوارض پر قیاس کرنا طریق
دانشوری ہے - علاوہ اس کے جو ممکنات مین بھی خصائص ہین وہ بھی اُنکے ذوات سے
مخصوص ہین جیسا کہ انسان کی حد تام یہ ہے جو حیوان ناطق ہے اور ناطق ہونا انسان کے
خصائص ذاتی مین سے اور اسکا فصل اور ممیز عن الغیر ہے یہ فصل اسکا نہیں کہ ضرور بینا
بھی ہو اور آنکھ سے بھی دیکھتا ہو - کیونکہ اگر انسان اندھا بھی ہوجائے تب بھی انسان ہی
بلکہ انسان کے خصائص ذاتیہ سے وہ امر ہے جو بعد مفارقت روح کے بدن سے اسکے
نفس مین بنا رہتا ہے ہان یہ بات سچ ہے جو ممکنات مین اسوجہ سے جو وہ سب ترکیب
عنصری مین متحد ہین بعض حالات خارج از حقیقت تامہ ہین ایک دوسرے کی مشارکت
بھی ہوتے ہین - جیسے انسان اور گھوڑا اور درخت کہ جوہر اور صاحب ابعاد ثلاثہ اور قوت
نامیہ ہونے مین یہ تینون شریک ہین اور حساس اور متحرک بالارادہ ہونے مین انسان اور

گھوڑا مشارکت رکھتے ہین لیکن ماہیت تامہ ہر ایک کی جدا جدا ہے۔ غرض یہ صفت عارضی ممکنات کی حقیقت تامہ پر زائد ہے جسمین کبھی تشارک اور کبھی تغایر انکا ہو جاتا ہے اور باوصف مختلف الحقایق اور متغایر الماہیت ہونے کے کبھی کبھی بعض مشارکات مین ایک جنس کے تحت مین داخل ہو جاتے ہین بلکہ کبھی ایک حقیقت کے لیئے ایک اجناس ہوتے ہین اور یہہ بھی کچھہ سمجھا کہ کیون ایسا ہوتا ہے یہہ اسواسطے ہوتا ہے کہ ترکیب مادی انکی اصل حقیقت اُن کے پر زائد ہے اور سب کی ترکیب مادی کا ایک ہی استقس یعنے اصل ہے اب آپ پر ظاہر ہو گا کہ یہ تشارک ممکنات کا خصائص ذاتیہ مین تشارک نہین بلکہ عوارض خارجیہ مین اشتراک ہے باطنی آنکھ انسان کی جسکو بصیرت قلبی (این لاین منٹ) کہتے ہین دوسرے حیوانات مین ہرگز نہین پائی جاتی۔

اخیر مین باوا صاحب اپنے خاتمہ جواب مین یہ بات کہکر خاموش ہو گئے ہین کہ سب دلائل معترض کے توہمات ہین قابل تردید نہین اس کلمہ سے زیرک اور ظریف آدمیون نے فی الفور معلوم کر لیا ہو گا کہ باوا صاحب کو یہ لفظ کیون کہنا پڑا بات یہ ہوئی کہ اول تو ہمارے معزز دوست جناب باوا صاحب جواب دینے کی طرف دوڑے اور جہانتک ہو سکا تہہ پاؤن مارے اور کودے اچھلے لیکن جب اخیر کو کچھہ پیش نہ گئی اور عقدہ لاینحل معلوم ہوا تو آخر ناچار ہوکر بیٹھ گئے اور یہ کہدیا کہ کیا تردید کرنا ہے یہ تو توہمات ہین لیکن ہر عاقل جانتا ہے کہ جن دلائل کی مقدمات یقینیہ پر بنیاد ہے وہ کیون توہمات ہو گئے اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور آیندہ بلا ضرورت نہین لکھین گے۔

راقم مرزا غلام احمد رئیس قادیان

منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار مندرجہ پرچہ آفتاب ۱۶ مئی ۱۸۷۷ء کا ضروری جواب

منشی گردیال صاحب نے بعض خیالات اپنی بابت انادی ہونے روحون کے پیش کر کے ہم سے جواب اسکا بکمال اصرار طلب کیا ہے سو اگرچہ ہم مضمون سابق کے خاتمہ مین تحریر کر چکے ہین کہ آئندہ اس بحث پر بلا ضرورت نہیں لکھین گے لیکن چونکہ منشی صاحب ممدوح نے بمراد ازالہ شکوک اپنے کے بہت التجا ظاہر کی ہے اور ہمارے نزدیک بھی رفع کرنا شبہات صاحب موصوف کا حقیقت مین ایک عمدہ تحقیق علمی سے جو فائدہ عام سے خالی نہین - لہذا ہم اس جواب کو بوجہ ضروری اور لابدی اور مفید عام ہونے کے بلا استثنا شمار کر کے برعایت اختصار ذیل مین درج کرتے ہین -

اول خیال منشی صاحب کا جسکو وہ دلیل سمجھکر بہ ثبوت انادی ہونے روحون کے پیش کرتے ہین - یہ ہے کہ خدا تعالے اپنی مخلوقات کی علت تامہ ہے اور تمام مخلوق اسکی معلول - اور کوئی معلول اپنی علت تامہ سے متاخر نہین رہ سکتا پس ثابت ہوا کہ ارواح موجودہ مثل ذات باری کے قدیم سے ہین حادث نہین ہین -

ہماری طرف سے یہ جواب ہے کہ یہ استدلال صاحب موصوف کا ہرگز درست نہین اور نہ انکو کچھ فائدہ بخشتا ہے بلکہ اولٹا ان کے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے غلط ثابت کرتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ خداوندکریم کی ذات پاک لامحدود ولا انتہا ہے اور ارواح کی پیدائش کی علت تامہ وہی غیر متناہی ہستی ہے اب اگر بقول مدرس صاحب کے یہ فرض کیا جاوے کہ تخلف معلول کا اپنی علت تامہ سے محال ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ارواح موجودہ (جو بقول انکے قدیم سے موجود ہین) لا تعداد اور غیر متناہی ہون کیونکہ جب علت تامہ بے انت ہے تو معلول بھی بے انت ہونا چاہیئے ورنہ لازم آویگا .... کہ موثر کامل کی تاثیر ناقص ہو حالانکہ بے انت ہونا ارواح موجودہ کا ہماری چودہ دلائل سے باطل ہو چکا ہے جسکو سوامی دیانند صاحب بھی لاچار اور لاجواب ہو کر قبول کر چکے پس جبکہ روحون کے بے انت ہونے کے

بارےمین یہ دلیل جہوٹی نکلی تو انکے انادی ہونے مین کب سچی ہوسکتی ہے۔

علاوہ اسکے مشاہدہ افعال اللہ کا بہی اسکے برخلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ قانون قدرتی کے ہر روزہ تجربہ اور ملاحظہ نے ہم پر ثابت کردیا ہے کہ افعال الہی جو ہون۔ باوقات دموقت بالاز منہ ہین اور اوقات مختلفہ مین ظہور پذیر ہوتے رہتے ہین کبہی دہوپ ہے کبہی بادل ہے کبہی رات ہے کبہی دن ہے کبہی غم ہے اور کبہی شادی ایک وقت وہ تہا جو ہم معدوم تہے اور اب یہ وقت ہے کہ ہم زندہ زمین پر موجود ہین اور پہر وہ وقت بہی آنے والا ہے کہ ہم نہین ہونگے اور ظاہر ہے کہ یہہ سب کچہہ بارادہ الہی ہو رہا ہے اور ان سب امور اور عوارض کے وہی ارادہ ازلی علت تامہ ہے پس اگر بقول مدرس صاحب کے تصور کیا جاوے کہ موافقت خالق اور مخلوق کی واجب ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام حادثات جو وقتاً فوقتاً ظہور پکڑتے ہین ہمیشہ ایک حالت پر بنے رہین اور دنیا مین ایک ہی دستور رہے۔ لیکن ہر عاقل جانتا ہے جو عالم متغیر ہے اور تمام اجزا حوادث کے آن واحد مین جمع نہین ہوسکتے اور کسی مخلوق کو ایک وضع پر قرار نہین پس اس سے یہی ثابت ہوا کہ دلائل پیش کردہ مدرس صاحب بہی نامعتبر اور سراسر غلط ہین۔

سوا اسکے جب دوسرے شق کیطرف غور کیجاتی ہے کہ آیا روحون کے انادی ہونے کی بابت کوئی دلیل پختہ ہے یا نہین تو ایسے دلائل پختہ اور یقینی ملتے ہین جو انسان کو بجز ماننے انکے کے کچہہ بن نہین پڑتا اس بارےمین ہم مضمون سابقہ مین بہت کچہہ لکہہ چکے ہین اب اعادہ کرنا ضروری نہین لیکن ایک نئی دلیل جس سے روحون کے انادی ہونے کے ابطال مین قطعی فیصلہ ہوگیا بلکہ فیصلہ کیا قلعی ہی کہل گئی اس مضمون مین بہی درج کیجاتی ہے اور تمہید اس دلیل کی یہہ ہے کہ آریہ سماج والے بموجب اصول مسلمہ اپنے کے خود اقرار کرچکے ہین کہ ارواح موجودہ سوا چار ارب زمانہ سے زیادہ نہین جتنی ہین اور جسقدر ہین اس زمانہ سے شروع ہوتے ہین اور اسکے اندر اندر ختم ہوجاتے ہین اور پہر یہہ بہی اقرار ہے کہ فرودگاہ تمام روحونکا یہی کرہ زمین معلوم و محدود ہے اور اس اسکول مین سب ارواح تعلیم پاتے اور علم سیکہتے ہین بلکہ جتنی ارواح آجتک عہدہ مکتی کا پاچکے ہین وہ سب اس چہوٹے سے مدرسہ کے پاس یافتہ ہین۔

اب ظاہر ہے کہ ان اقرارات سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ارواح موجودہ بے انت نہین ہین بلکہ بوجہ محدود زمانی و مکانی ہونے کے کسی اندازہ مقرری مین حصر کی گئی ہین۔ پس جبکہ یہ حال ہے تو اب ناظرین خود غور فرماوین کہ اس صورت مین یہ قول مدرس صاحب کا کہ ارواح موجودہ غیر محدود انادی ہین کسطرح درست

ہو سکتا ہے کیونکہ جس حالت میں ارواح بے انت نہ ہوئے بلکہ کسی خاص تعداد میں محصور ٹھیرے سو بالفرض اسکے تناسخ اور مکت پانے کا کوئی ابتدا ماننا پڑا یعنی وہ زمانہ کہ جس میں پہلے پہل کسی روح نے کوئی جنم لیا تھا یا پہہ مکتی کا پایا تھا پس جب ابتداء تناسخ اور مکت پانے کا اقرار دیا گیا تو ارواح انادی نہ ہے کیونکہ انادی وہ چیز ہے کہ جسکا کوئی ابتداء نہ ہو پس ثابت ہو گیا کہ انادی نہیں اور یہی مطلب تھا (اب حضرت کیا خبر ہے اب ہی آپ روحوں کو انادی کہتے رہوگے) بعض صاحبوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ پہلے ایک غیر متناہی مدت سے تمام ارواح حالت تعطل اور بیکاری میں پڑے رہے ہوں پھر پیچھے سے ایشر کو یہہ خیال آیا کہ فارغ رہنا ان روحوں کا اچھا نہیں پس اس دن سے ایشور کے دل میں یہہ خیال اٹھا تو سب روحوں کو انسان اور حیوان اور گدہے گھوڑے بنا کر جنم مرن کی مصیبت میں ڈالدیا اور زمانہ میں مکتی بہی شروع ہوگئی اسیصورت میں تناسخ اور مکت پانے کا ابتدا ہونا روحونکے انادی ہونے میں کچھہ خلل نہیں ڈال سکتا۔

سُبحان اللہ کیا اچھا جواب ہے اس سے معلوم ہوا کہ اب آریہ سماج والے مکر دقیق میں بہت ترقی کر گئے ہیں تبہی تو ایسے ایسے عمدہ جواب دینے لگے بہلا صاحب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تمام ارواح قبل تناسخ اور مکت پانے کے دکھوں دردوں میں مبتلا تھیں یا راحت میں اور آسائش میں اگر دکھوں میں تھے تو کس عمل کی شامت سے اور اگر راحت میں تھے تو کس کار خیر کی پاداش میں علاوہ اسکے اگر پہلے مکت پانے سے خوشحال اور مسرور تھے تو پھر انکو مکت کا طلب کرنا تحصیل حاصل تہا جس سے ماننا پڑا کہ موجود نہ تھے اگر یہہ کہو کہ اگرچہ پہلے ہی آرام میں تھے پر انکو گردش تناسخ میں اسیواسطے ڈالا گیا کہ خدا کی شناخت حاصل کرے تو جواب ظاہر ہے کہ جبکہ روحوں کو غیر متناہی مدت میں خدا کے ساتھہ رہ کر اور اس کا ہم صحبت ہو کر بلکہ دائمی شریک بنکر خدا کی شناخت حاصل نہ ہوئی تو پھر گدہے گھوڑے بنکر کیا ذخیرہ معارف کا اکھٹا کر سکتے تھے بلکہ ناکردہ گناہ طرح طرح کی تکلیفات جنم مرن میں ڈالنا برخلاف اصول آریہ سماج کے ہے اور اسی سے تو حضرت تناسخ صاحب جزیرہ عدم کیطرف سرمارتے ہیں علاوہ اسکے تعطل ارواح بھی بموجب اصول آریہ سماج کے قطعاً ناجائز ہے پھر غیر متناہی تعطل کس طرح جائز ہو پس ایسا خیال کہ ارواح انادی ہیں سراسر باطل ہے۔

پھر مدرس صاحب لکھتے ہیں کہ بار بار پیدا ہونا روحوں کا غیر ممکن ہے بلکہ جتنی روح پیدا ہو سکتی ہے وہ قدیم سے موجود ہیں اور آگے کو قدرت خالقیت کی مفقود ہے یہ ایسی تقریر ہے کہ جسکو ہم دوسرے لفظوں

اخبار الحکم قادیان

دنیا مین صداقت اور حق پرستی کی تعلیم کی اشاعت کرنا اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت اور بنی نوع انسان مین باہمی ہمدردی کا پھیلانا اس اخبار کا خاص منشاء ہے - چونکہ ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے دنیا مین اس وقت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کے سلسلہ سے بڑھکر اور کوئی سلسلہ نہین اس لئے علے الخصوص حضرت اقدس کے سلسلہ کا خادم ہونیکا فخر الحکم کو حاصل ہے جس مین اسلام کے مقدس اصولون پر بحث کی جاتی ہے - دین اسلام کی خبرین اور اہل کے متعلق مضامین درج ہوتے ہین - جناب مرزا صاحب کے سلسلہ کے حالات اور آپکی تقریرین اور کلمات طیبات عموماً شائع ہوتے ہین -

قیمت عام سے بمد پیشگی مع محصولڈاک ستے رسالانہ - معاون اور خواص جو کچھ لطف فرماوین شکریہ کے ساتھ لیا جائیگا - علے العموم ترتیب مضامین ان عنوانون مین رہیگی -

(۱) دنیاء اسلام کی خبرین (۲) مذہبی دنیا کے متعلق معلومات (۳) اپنے مطالب کی کوئی نظم - (۴) حضرت سیدنا مرزا صاحب کی ڈائری - (۵) مخالفین اسلام کے حملون کا جواب (۶) معارف قرآن یعنی بعض آیات کی لطیف تفسیر (۷) مشاہیر اسلام کی سوانحعمری (۸) اسلام کی فلسفیانہ روح (۹) اسلام مین عورتون کی حالت (۱۰) حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب یا اُن کے متبعین کے مکتوبات (۱۱) اپنے سلسلہ پر پولیٹکل نکتہ چینیون کا جواب (۱۲) باہمی اتحاد و ارتباط کی ترقی کے لئے باہمی تعارف - (۱۳) بچون کا صفحہ (۱۴) قادیان کا ہفتہ -

تمام

خط و کتابت شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور کے نام حسب قواعد ڈاکخانہ ہونا چاہئے

حضرت اقدس کی پُرانی تحریرین

مین نے ارادہ کیا ہے کہ جہانتک ممکن ہو حضرت اقدس کی وہ تحریرین جمع کیجائین جو متفرق طور پر شائع ہوئی ہین یا مکتوبات کیصورت مین رہکر شائع نہین ہوسکین - اس لئے مین اپنے تمام احباب کیخدمت مین بادب ملتمس ہون کہ جہانتک ممکن ہو مجھے اس معاملہ مین مدد دین کسی کے پاس کوئی پرانا خط ہو تو اسکی نقل مع اصل خط کے میرے پاس بہیجدین بعد تصدیق اصل خط بہیجدیا جائیگا - یا کوئی پرانا مضمون ہو یا ایسے اخبار کا پتہ ہو جس مین حضرت کے مضامین چھپے ہون غرض ہر طرح سے اس سلسلہ مین مدد دین تمام خط وکتابت مجھہ خاکسار کے نام کرین -

احقر الناس یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

فہرست کتب موجود دفتر الحکم

ازالۂ اوہام - ہر دو حصہ - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمین اپنے دعویٰ کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کام لیا ہے اور مخالفون کے اعتراضون کو نمبروار توڑ ڈالا ہے قیمت عہ

آریہ دہرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرۃ حجۃ اللّٰہ نے طشت از بام کردیا ہے خصوصیت کے ساتھہ مسئلہ نیوگ کے خطرناک برُے نتائج کو کہولکر دکہا دیا ہے اور آریون کے ان اعتراضون کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہین - قیمت ۸ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا جواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفع چہپا ہے - قیمت - ۲ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب
عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چہپا ہے قیمت ۲ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے - قیمت ۲ر

نور القرآن - حصہ دوم عیسائی کا عجیب رد - قیمت ۸ر

المشتهر

شیخ یعقوب علی مالک اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور